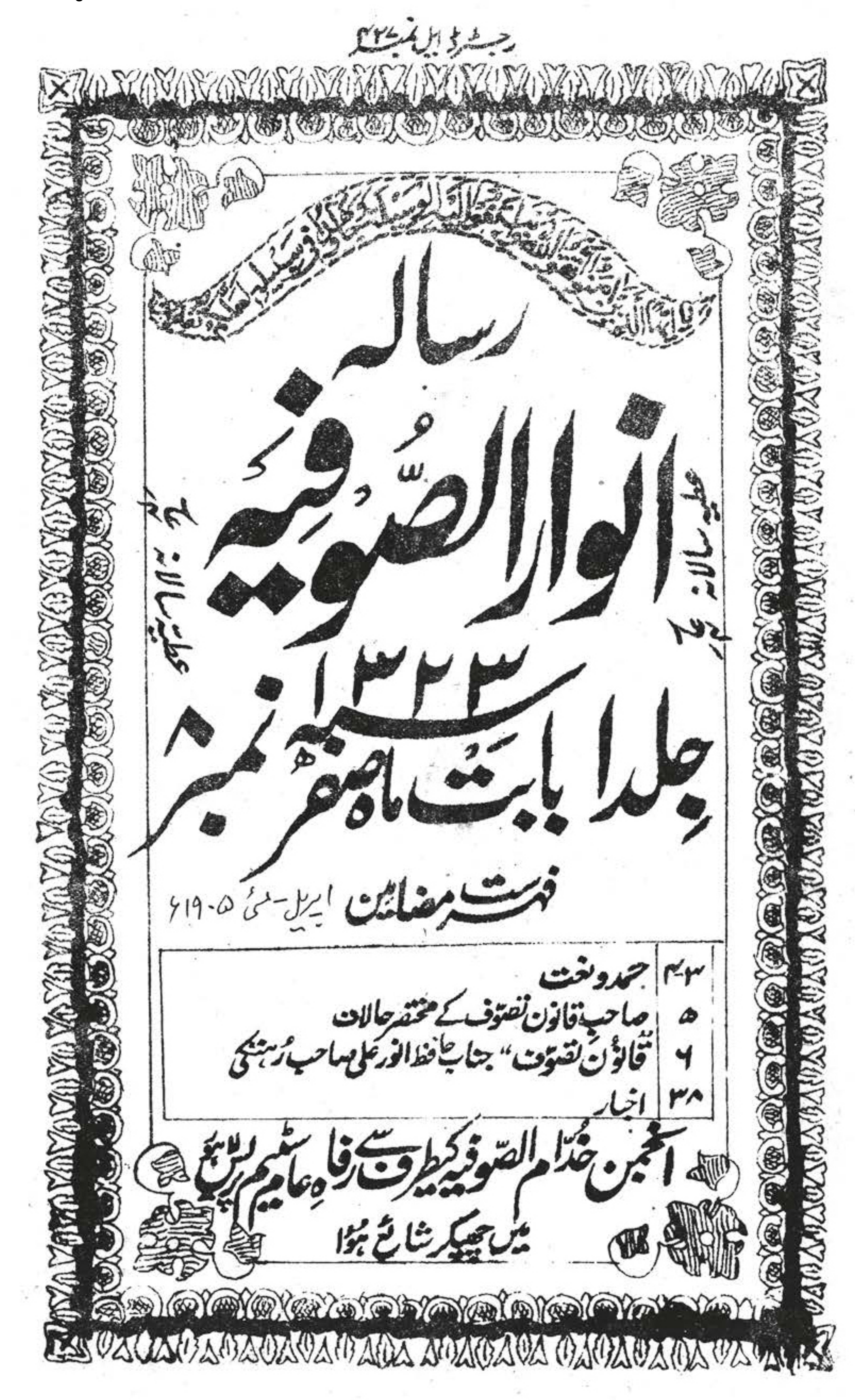

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۲۷
یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ
رسالہ
انوار الصوفیہ
جلد ۱ بابت ماہ صفر ۱۳۲۳ھ نمبر ۸
فہرست مضامین اپریل مئی ۱۹۰۵ء
۴-۳ حمد و نعت
۵ صاحب قانون تصوف کے مختصر حالات
۶ "قانون تصوف" جناب حافظ انور علی صاحب رہتکی
۳۸ اخبار
انجمن خدام الصوفیہ کیطرف سے رفاہ عام سٹیم پریس لاہور
میں چھپکر شائع ہوا

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1904 کو شروع کروایا تھا

رسالہ انوار الصوفیہ کی 1904 کی ابتدائی 12 جلدیں مہیا
کرنے پر میں پروفیسر فاروق منشاد صاحب کا مشکور ہوں

تاجدار بہاولپور
پروفیسر محمد منشاد علی جماعتی رحمتہ اللہ علیہ
خلیفہ مجاز علی پور سیداں شریف

نوٹ: یہ رسائل بابا جی سرکار پروفیسر منشاد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے
خود پروفیسر فاروق صاحب کو دیے تھے، اور ان تمام رسائل
کی سکینگ کا تمام کام پروفیسر فاروق صاحب نے کیا ہے،
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

پروفیسر فاروق منشاد جماعتی

1 1904 Agust
2 1904 September
3 1904 October
4 1905 January
5 1905 February
6 1905 March
7 1905 April
8 1905 May
9 1905 June
10 1905 July
11 1905 Agust

مقاصد و اغراض انجمن خدّام الصُّوفیہ

(۱) اتحادِ جمیع سلاسلِ صوفیہ مثلاً نقشبندیہ چشتیہ۔ قادریہ سہروردیہ وغیرہ

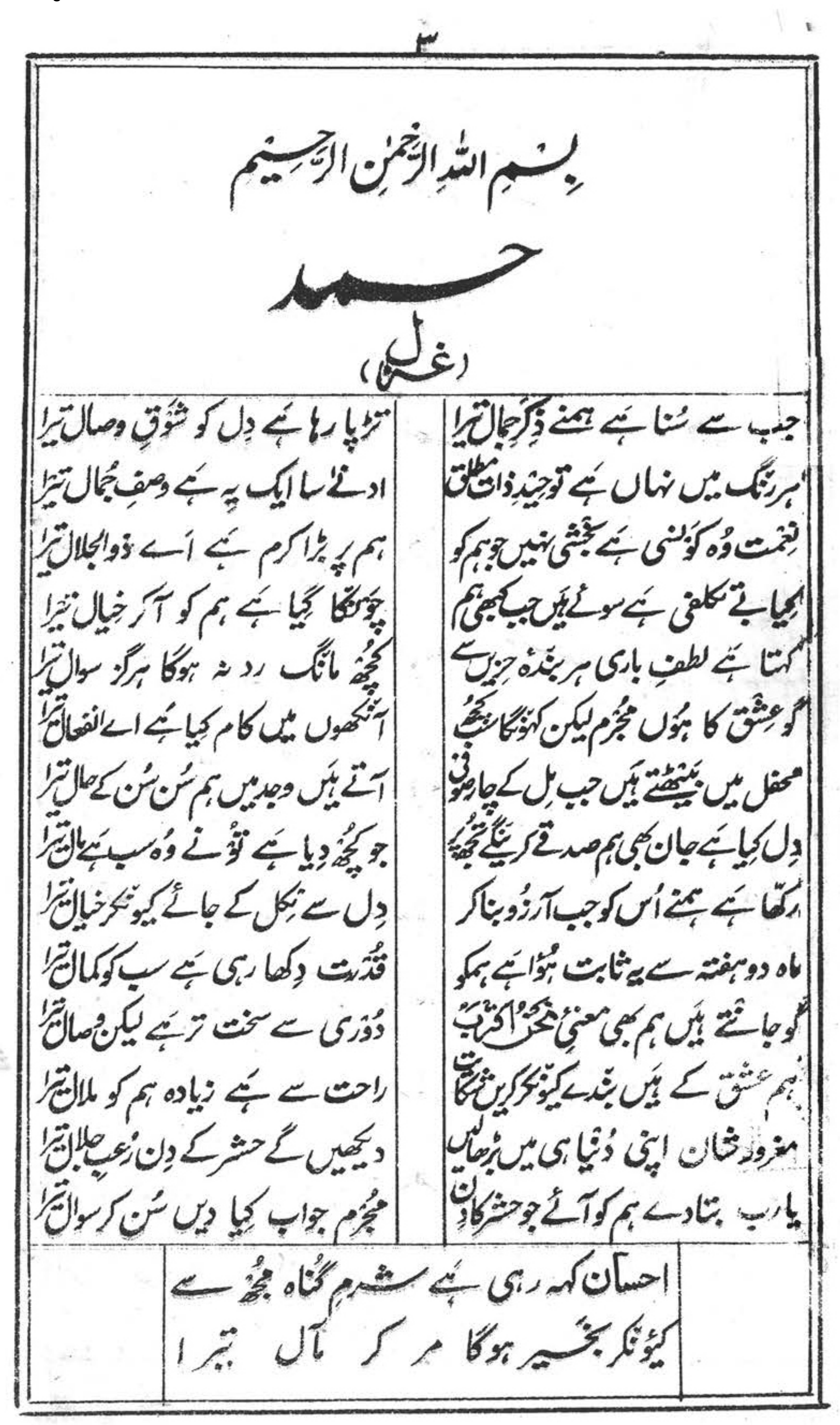
(۲) اشاعتِ علم تصوّف۔

(۳) فراہمی کُتب تصوّف۔

(۴) اجرائے رسالہ انوار الصُّوفیہ جسمیں صُوفیہ کرام کا تذکرہ اخلاق و آداب وغیرہ درج ہوں۔

نوٹ

ہر ایک قسم کی خط و کتابت مُتعلقہ انجمن خدّام الصّوفیہ یا رسالہ ہذا و ترسیل زر۔ ومنی آرڈر و تبادلۂ اخبارات و رسالہ جات بنام حافظ ظفر علی صاحب ایڈیٹر رسالہ ہذا۔ بمقام لاہور۔ لوہاری منڈی۔ دفتر رسالہ انوار الصّوفیہ ہونی چاہئے۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

(غزل)

جب سے سُنا ہے ہمنے ذکرِ جمال تیرا
تڑپا رہا ہے دِل کو شوقِ وصال تیرا

ہر رنگ میں نہاں ہے توحیدِ ذاتِ مطلق
ادنےٰ سا ایک یہ ہے وصفِ جمال تیرا

نعمت وُہ کونسی ہے بخشی نہیں جو ہم کو
ہم پر بڑا کرم ہے اے ذوالجلال تیرا

کیا بے تکلفی ہے سوئے ہیں جب کبھی ہم
چونکا گیا ہے ہم کو آ کر خیال تیرا

کہتا ہے لطفِ باری ہر بندۂ حزیں سے
کچھ مانگ رد نہ ہوگا ہرگز سوال تیرا

گو عشق کا ہوں مجرم لیکن کہونگا سب کچھ
آنکھوں میں کام کیا ہے اے انفعال تیرا

محفل میں بیٹھتے ہیں جب مِل کے چار صوفی
آتے ہیں وجد میں ہم سُن سُن کے حال تیرا

دِل کیا ہے جان بھی ہم صدقے کرینگے تجھ پر
جو کچھ دیا ہے تُو نے وُہ سب ہے مال تیرا

رکھا ہے ہمنے اُس کو جب آرزو بنا کر
دِل سے نکل کے جائے کیونکر خیال تیرا

ماہ دو ہفتہ سے یہ ثابت ہُوا ہے ہمکو
قُدرت دِکھا رہی ہے سب کو کمال تیرا

گو جانتے ہیں ہم بھی معنئِ نحن اقرب
دُوری سے سخت تر ہے لیکن وصال تیرا

ہم عشق کے ہیں بندے کیونکر کریں شکایت
راحت سے ہے زیادہ ہم کو ملال تیرا

مغرور شان اپنی دُنیا ہی میں بڑھالیں
دیکھیں گے حشر کے دِن رُعبِ جلال تیرا

یارب بتا دے ہم کو آئے جو حشر کا دِن
مجرم جواب کیا دیں سُن کر سوال تیرا

احسان کہہ رہی ہے شرمِ گناہ مجھ سے
کیونکر بخیر ہوگا مر کر مآل تیرا

نعت

ملائک میں یہ تذکرہ آج ہے
کہ آتا حبیبِ خدا آج ہے
ہر ایک آسماں سج رہا آج ہے
عجب رات صلِّ علےٰ آج ہے
خدا طالبِ مصطفےٰ آج ہے

فرشتوں نے باندھا پرا آج ہے
سلامی کا موقع ہوا آج ہے
خوشی یہ جو اب جابجا آج ہے
کہوں تجھ سے کیا میں کہ کیا آج ہے
محمدؐ کو اوج دنیٰ آج ہے

وہ پردے جو واللیل یغشیٰ کے تھے
رخ والضحیٰ سے وہ سب اٹھ گئے
یہی کہتے تھے پس ہر اک شخص پے
نہ دیکھا ہو جس نے تو وہ دیکھ لے
کہ احمدؐ کا برقع اٹھا آج ہے

یہ موسٰیؑ سے کہدو کہ آ دیکھ لیں
نہ دیدار کی دل میں حسرت رکھیں
جو مقدور رکھتے ہوں سودا کریں
یہی غُل تھا بازار لاہوت میں
تماشاء انّی انا آج ہے

وہ جب تک کہ یاں ظلِ انسا نہیں تھا
بشر کا تھا اطلاق اُسپر روا
مکیں لامکاں کا جواب بنگیا
تعیّن سے پھر لا تعیّن ہوا
خودی عینِ ذاتِ خدا آج ہے

یہ ہے ساکنانِ فلک کا بیاں
کہ پھر ایسا دیکھیں گے جلوہ کہاں
چلے چھوڑ کر اپنا اپنا مکاں
سبھی محو دیدار تھے قدسیاں
نئی شان میں دلربا آج ہے

نہیں فہم سے گرچہ رونق قریب
تو یوں ایسی دولت ہو کیونکر نصیب
توشاہدِ ذات کیا ہے عجیب
ولی کو میسّر ولائے حبیب
طفیلِ ولیِّ الولا آج ہے

ناظرین!

قبل اس کے کہ آپ قانون تصوف کے پُر اثر مضمون سے محظوظ و مسرور ہوں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ صاحب قانون تصوف کے مختصر حالات سے آپ کو آگاہی ہو جائے تا کہ لطف دوبالا ہو جائے۔ گو رسالہ نمبر ۲ میں یہ مختصر حالات ہدیۂ احباب ہو چکے ہیں۔ لیکن جن دوستوں کو رسالہ نمبر ۲ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اُن کے لئے بالخصوص اور دوسروں کے لئے بالعموم قندِ مکرر تحریر کیا جاتا ہے۔ کہ یہ مضمون جناب زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت حافظ انور علی صاحب نقشبندی مجددی رہتکی کی تصنیف ہے۔ آپ علم عربی میں عالم ہونیکے علاوہ انگریزی میں بھی ید طولے رکھتے ہیں۔ اور قدوۃ الاولیاء نخبۃ الاتقیا مرجع العلماء والفضلاً مقبول ربّ الصمد والمعبود حضرت حاجی محمود صاحب جالندھری قدس سرہٗ کے مُرید ہیں آپ حاجی صاحب موصوف سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے بہت مخلوق کو فیضیاب کر چکے ہیں۔ آپ پہلے ڈسٹرکٹ جج تھے۔ مگر اُسوقت بھی سوائے چھ گھنٹہ سرکاری نوکری کے باقی تمام وقت اپنے پیر و مرشد صاحب کی خدمت میں گذارتے تھے۔ اور اُن کی صحبتِ باطنی کے انوار سے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہتے تھے۔ آپ نے مُرید ہونے کے بعد تمام عمر اپنی مُرشد صاحب کی خدمت میں گذاری۔ حاجی صاحب مرحوم کی وفات کے بعد آپ کی جالندھر سے تبدیلی ہوئی۔ آپ نے اپنی عمر کا اکثر حصّہ علم تصوف کے حاصل کرنے میں صرف کیا۔ اور تصوف کی نایاب کتابیں بڑی محنت سے جمع کر کے اُن کو مطالعہ کیا اور بہت کتابیں علم تصوف میں آپ نے تصنیف کیں۔ چنانچہ اُنہیں سے بعض کے نام بھی لکھے جاتے ہیں۔ قانونِ عشق حصہ اول و دوم۔ شرح کافیہائے حضرت بُلھے شاہ صاحب مرحوم قصوری۔ قانونِ معرفت۔ قانونِ توحید چار حصہ۔ قانونِ سلوک۔ پوتھی لا الٰہ الا اللہ ہندی نظم، الکچر محمدن صوفی ازم غلاسفی چار حصہ۔ شرح رباعیات حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

شرح رباعیات حضرت عمر خیام رحمۃ اللہ علیہ۔ کلید گیان لہر حضرت شاہ بھیکہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرح فصوص الحکم۔ نوحہ سقالی۔ شکوہ حالی۔ ناول حق پرست۔ تذکرۃ المحمود وغیرہم بہت کتابیں ہیں *۔ آپ کی تصانیف سے بہت اشخاص فیضیاب ہو چکے ہیں۔ انگریزی خوانوں کی صلاح کی طرف ہمیشہ آپ کی توجہ رہی۔ چنانچہ بہت انگریزی خوان آپ کے صوفی ازم کے لکچر پڑھ کر راہ راست پر آگئے بلکہ دہریت چھوڑ کر صوفی بن گئے۔ یہ رسالہ انوار الصوفیہ بھی آپ کی ہی ذات بابرکات کا نتیجہ ہے۔ آپ کے مکرم اور واجب التعظیم ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ سرکردۂ گروہ اصحاب طریقت و سرخیل ارباب حقیقت واقف اسرار رموزات معرفت واحکام شریعت ناہج ومناہج دینی سالک مسالک حاوی کمالات عرفانی راوی نکات خداداني بے بدل عارفان و سالکان دہر مقبول بارگاہ الٰہی حضرت حاجی حافظ مولوی سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی علی پوری مدظلہ کو بھی آپ کے ساتھ نہایت اعلیٰ درجہ کی محبت و اخلاص ہے۔ آپ ہمیشہ ان کے ثنا خواں رہتے ہیں۔ اور فرمایا کرتے ہیں کہ مجھ کو علم تصوف میں جو کچھ فائدہ پہنچا۔ جناب حافظ صاحب کی ہی تصنیفات سے پہنچا ہے۔ آپ نہایت ضعیف العمر ہیں۔ یہاں تک کہ اٹھنے بیٹھنے سے بھی معذور ہیں۔ مگر والہ رے ہمت مردانہ باوجود اس ضعف حالت کے کہ آپ چارپائی پر سے بھی نہیں اٹھ سکتے۔ یہ رسالہ قانون تصوف دو حصہ تصنیف فرمایا ہے جس کا پہلا حصہ نمبر ۲ و ۳ میں ہدیۂ ناظرین ہو چکا ہے۔ آپ شریف خاندانی شہر رہتک کے رئیس اعظم ہونیکے علاوہ چند دیہات کے مالک ہیں۔ آپ پہلے ڈسٹرکٹ جج تھے آپکو ۶۰۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تھی اب ۳۰۰ روپیہ ماہوار پنشن ملتی ہے۔ آپ صدیقی شیخ ہیں۔ گویا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آپ کو دوسرا تعلق ہے۔ آپ نے نماز ظہر اور عصر کا صحیح وقت دریافت کرنے کیواسطے ۳۰ سال کی محنت شاقہ کے بعد ایک آلہ ایجاد کیا ہے۔ جو جیبی گھڑی کا بھی صحیح وقت بتاتا ہے اور ہر شہر اور ہر مقام پر کارآمد ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ان کو عمر طبیعی عنایت فرما کر تا دیر گاہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ تاکہ خلق خدا انکے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتی رہے۔ آمین

* یہ کتابیں مولوی محمد عظیم خوشنویس۔ لاہور۔ بازار حکیماں سے مل سکتی ہیں

قانون تصوّف

باب دُوسرا۔ دستوُر العمل سالکاں

پہلی فصل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ

ایّھا الاحباب! سالک راہ حق اور طالب ذات مطلق کو اعمال نیک و عبادات و مجاہدات و ریاضات حقہ کا کرنا اور ذکر و فکر میں مشغول رہنا ضرور ہے جن سے یہ راہ طے ہو اس راہ سفر در وطن کی مشکلات آسان ہوں اُس کا بڑا دستوُر العمل عام اور اسٹینڈنگ آرڈر اور قاعدہ مُستقل اور سلوک طریق حق شرع محمّدی ہے۔ ہر سالک و طالب حق کو اُسپر عمل کرنا ناگزیر ہے۔ اگر اُس کے برخلاف کوئی عمل کریگا۔ کبھی منزل مقصُود کو نہ پہنچیگا ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید	کہ ہرگز نخواہد بمنزل رسید

مگر چُونکہ باطن کے امراض مختلف ہیں اور طالبوں کے مزاج اور احوال بھی مختلف ہیں۔ کوئی کسی مرض باطنی میں گرفتار و مریض ہے کوئی کسی میں۔ اِسلئے مُرشدانِ کامل جو طالبِ حق کے ہادی اور حکیمِ حاذق امراض باطنی کے ہیں اپنی قوّت ہائے باطنی اور شناختِ علاماتِ مرض باطنی سے مرض باطنی کی تشخیص کر کر پرسنل لا قانون ذاتی شرع محمّدی میں سے ہر طالب حق کے مزاج و مرض کے لحاظ سے اُس کے دستوُر العمل خاص کا نسخہ تجویز

کرتے ہیں۔ اور چونکہ اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ ہے یعنی خدا کی طرف جانیکا خاص راستہ باطنی ہر سالک وطالب کا الگ ہی ہے کسی کو کسی نسخہ سے شفا ہوتی ہے کسی کو کسی سے۔ جو قانون شرع محمدی اور طریقت میں سے منتخب کیا جاتا ہے۔ مرید صادق وطالب حق کو اُس دستور العمل خاص مجوزہ اپنے مرشد پر جان و دل سے چلنا فرض ہے۔ اور خلاف ورزی اس کی بڑی موجب نقصان ہے اور قابل تعزیر۔ اس نسخہ دستور العمل خاص کی پیشانی ھُوَالْھَادِی اور ھُوَالشَّافِی ہے۔ شرح محمدی اور قانون طریقت میں سے بلحاظ مزاج اور مرض باطنی ہر طالب و مرید کے دستور العمل خاص کا نسخہ تجویز کرنا تو اُس کے مرشد و ہادی کا کام ہے اور اُس نسخہ دستور العمل خاص کو جس میں دوا کے سوا غذا اور پرہیز بھی لکھا ہُوا ہے۔ گھوٹنا اور پینا اور انضباط اوقات اور مستعدی سے اُس پر عمل کرنا اُس طالب حق خواہشمند شفائے امراض باطنی کا کام ہے۔ اور اُس نسخہ اور دستور العمل خاص پر عمل کرنے کی توفیق دینا اور ہدایت کرنا اور اُس سے شفا بخشنا خدا کا کام۔ مرشد کا مہربان ہونا اور اُس کا حکمت کاملہ سے بتوجہ خاص مریض باطنی کا علاج کرنا یہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہے اور اُسی کی عنایت ہے اور اُسی کی طرف سے مرشد کو بھی ہدایت ہوتی ہے اسلئے اس نسخہ اس دستور العمل خاص کی پیشانی ھُوَالشَّافِی ہے۔ ھُوَالشَّافِی کے بعد اس نسخہ میں جو جزو اعظم عام ادویہ کے ہیں جن سے ازالہ بڑی بڑی امراض مزمنہ باطنی کا ہوتا ہے اور جو مریض کی غذا اور پرہیز ہیں وہ یہ ہیں:-

۱- عقائد حقہ اہل سنت والجماعت وصوفیا کرام رح۔

۲- جملہ حقوق ومعاملات میں پابندی شرع محمدیؐ

۳- اتباع اوامر الٰہی وادائے فرائض وسنن قولاً وفعلاً جو مفید صحت باطنی ہیں۔ اور غذا ہیں۔

۴- اجتناب دائمی از نواہی جو مضر صحت باطنی ہیں اور اجتناب اُن سے پرہیز اور احتمائے

۵- خاص وہ اعمال طریقت و ذکر و فکر وغیرہ جو مرید صادق و طالب حق کے خاص مزاج اور خاص امراض باطنی کے لحاظ سے مفید ہیں اور اس کی غذا ہیں۔

بوجہ امزجہ مختلفہ اور امراض باطنی مختلفہ کے یہ اعمال بہت ہیں از انجملہ بعض ایسے ہیں کہ مرشدان کامل اور حکیمان حاذق امراض باطنی نے سب کے لئے بڑے مفید اور سریع الاثر پائے ہیں اور بہت پسند فرمائے ہیں اور ان کو دستور العمل عام طالبان حق کا قرار دیا ہے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں: جنہیں حضرت بابا داؤد خاکی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حضرت مخدوم حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کشمیری کے مرید تھے ذیل کی رباعی میں جمع کیا ہے۔

سوئے حق آنرا کہ سودائے سلوک اندر سراست	کو رعایت کردن این ہشت ادب معبر شداست
وحدت و ذکر و وضو نفی خواطر ربط قلب	صمت و تقلیل و رضا کاندر سلوک النصر شداست

سلوک بضمتین راہ رفتن۔ معبر پل۔ النصر مددگار۔

اس رباعی میں آٹھ الفاظ ہیں جو دریائے بے پایان سلوک راہ حق کا معبر اور پل ہیں اور اس دریا سے پار اترنے میں مدد کرتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) **وحدت** (۲) **ذکر** (۳) **وضو** (۴) **نفی خواطر** (۵) **ربط قلب** (۶) **صمت** (۷) **تقلیل** (۸) **رضا**۔ یہ آٹھ لفظ اپنے معنے سے آٹھ ادب ہیں آٹھ دستور العمل ہیں آٹھ قاعدے ہیں۔ ہر سالک کی یہ جان ہیں بلکہ جان کی جان ہیں۔ سالکان راہ حق اپنے دل و جان سے قربان ہیں۔ سالکان حق اپنے اپنے حال کے لحاظ سے تین نام سے موسوم ہیں۔ (۱) سالک مبتدی (۲) سالک متوسط (۳) سالک منتہی۔

سالک مبتدی وہ ہے جس نے ابھی سلوک راہ حق میں قدم رکھا ہے۔ سالک منتہی وہ ہے جو منزل مقصود کو پہنچ گیا ہے۔ سالک متوسط وہ ہے جو اس جگہ سے جہاں سے اس راہ میں چلا تھا آگے نکل گیا ہے مگر ابھی منزل مقصود کو نہیں پہنچا ہے۔ اکثر مرحلے سلوک کے اس نے طے کر لئے ہیں۔ منتہی کو سالک اس لئے کہتے ہیں کہ سیر و سلوک

دو ہیں :-

(۱) سیر الی اللہ (۲) سیر فی اللہ۔ سیر الی اللہ کی انتہا ہے اُس کے ختم کرنے والے کو منتہی کہتے ہیں۔ سیر فی اللہ کی انتہاء نہیں۔ جب یہ سیر غیر متناہی ہے تو اِس سیر کا کوئی منتہی نہیں سب سالک ہیں۔ منتہی سیر الی اللہ نے گو سیر فی اللہ میں کتنی ہی سیر کی ہو۔ خواہ کسی قدر مرحلے اُسکے اُس نے طے کئے ہوں مگر اس سیر کی وسعت سے اُس کے لا انتہاء ہونے کے لحاظ سے ابھی ایک قدم بھی طے نہیں کیا۔ اِس دریائے بے پایان کو بہت کچھ پی گئے مگر ابھی لب بھی تر نہیں ہُوا۔

مَا عَرفنا گفت اینجا سیدِ ابرارِ ما

ہمارے سیدِ ابرار خیر الاخیار رسُول کریم حبیب خُدا خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو منتہیوں کے پیشرو اور سید ہیں۔ جب وہ اِس سیر میں ما عرفنا فرمائیں تو اَور کسی کا جو اُن کے تابع اور پیرو ہیں اور اُن کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں کیا ذکر ہے۔ مگر یہ آٹھ ادب آٹھ عمل ہر ایک سالک کے حال کے لحاظ سے الگ الگ معنے رکھتے ہیں یعنی مبتدی کے حال سے الگ۔ متوسط کے حال سے الگ۔ منتہی کے حال سے الگ گو کہ لفظ اُن کے ایک ہیں۔

پہلے وحدت

یہاں اِس لفظ وحدت کے معنے عزلت اور تنہائی۔ خلوت اور الگ رہنے کے ہیں۔ سالک مبتدی کو خلق سے تنہائی اور خلوت ضرور ہے۔ کہ ابتداءً مبتدی کو یہ عمل بہت مُفید ہے۔ بلکہ لابدی ہے۔ اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ۔ تاکہ اس عمل سے قلب کی خرابی دُور ہو کر سلامتی اُس میں آئے۔ اور مخلوق کی صحبت سے اور ملنے اور پاس بیٹھنے سے جو اُن کی سیاہی باطن اور داغ دھبّوں کا عکس اور اثر اُس کے

آئینہ باطن پر پڑ رہا ہے اور وہ کالا سیاہ ہو رہا ہے اور اُس میں کچھ نظر نہیں آتا وہ علیحدگی اور دُوری مخلوق سے مِٹ جاوے اور دُور ہو جاوے اور آئینہ باطن قابلیت صُورت نمائے جلوۂ مطلوب کی پیدا کرے اُسپر پھر کوئی داغ دھبہ نہ آئے۔ اُس کی اصلی صُورت اصلی فطرت بے داغ اور بے دھبہ ہو جائے۔ اُس کی اصلی چمک ظاہر ہو جس میں صُورت مطلوب ظاہر ہوتی ہے۔ اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔

فوٹوگرافی میں آپ نے دیکھا ہوگا۔ جب پلیٹ خراب ہو جاتی ہے۔ داغ دھبے اُسپر لگ جاتے ہیں تو فوٹو اُس پر نہیں آتا۔ اسی طرح خراب شدہ آئینہ باطن پر ظہور صُورتِ مطلُوب کا یعنی تجلّی مطلوب حقیقی کا نہیں ہوتا۔ **پلیٹ خراب شدہ** دُوسرے مصالح میں رکھنے سے درُست ہوتی ہے اور آئینہ باطن خراب شدہ صحبت مُرشد میں رہنے سے اور صحبتِ ناجنس سے الگ رہنے سے درُست ہوتا ہے۔ کیونکہ جب تک سیاہی صُحبتِ ناجنس کی روشنی فطرتی آئینہ باطن پر غالب نہیں آتی۔ روشنی فطرتی آئینہ باطن کی اُس سیاہی کو اپنے غلبہ سے ساعت بساعت لمحہ بہ لمحہ دُور کرتی رہتی ہے۔ اور اگر اور کوئی چارج* اور اثر سیاہی صحبت ناجنس کا نہ آئے تو آئینہ باطن اپنی روشنی فطرتی سے چمک جاتا ہے اور قابل صُورت نمائی اور پذیرائی تجلی ہو جاتا ہے اور صُحبتِ مُرشد سے جِلا پاتا ہے۔ اِس کی مثال ایسی ہے کہ جب کسی پرُ اور کسی چیز میں ایک بار بجلی پہنچاویں۔ اور جس سے بجلی اُس میں پہنچائی ہے۔ اُس کو اُس کے پاس سے ہٹالیں تو تھوڑی دیر میں بجلی اُس میں سے نکل جاتی ہے خواہ کسی خاصہ سے نکلے۔ اگر پھر اُسی طرح بجلی آئے تو پھر وہ اپنا اثر اُس میں کرلیتی ہے۔ اور اگر بار بار اور جلد جلد وہ اُس میں آئے اور زیادہ آجائے تو پھر اُس میں اپنا گھر کرلیتی ہے۔ اور بہت زیادتی اور غلبہ کی صُورت میں مورچے اُس میں ڈال دیتی ہے اور توڑ ڈالتی ہے

CHARGE * PLATE × PHOTOGRAPHY

جیسے لیڈن جار[1] اور اس کی بیٹری[2] کی حالت اجتماع زیادتی بجلی اور اس کے غلبہ سے ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی صحبت ناجنس کی نگیٹو الکٹریسیٹی[3] برق سالبہ غلبہ کی صورت میں آئینہ باطن میں اپنے اثر کے مورچے ڈالتی ہے۔ یہ مورچے صحبت کامل کی پازیٹو الکٹریسیٹی[4] برق موجبہ سے دور ہوتی ہیں۔ جو نگیٹو الکٹریسیٹی پر اپنی خاصہ ذاتی سے ہر حال میں غالب آتی ہے۔ اسلئے سالک مبتدی کے لئے بلکہ متوسط کے لئے بھی دو عمل ضرور اور لابدی ہوئے۔ **ایک** صحبت مرشد کامل کی جس قدر میسر آئے **دوسری** علیحدگی اور دوری از صحبت ناجنس۔ جو سالک مبتدی ان دونوں پر عمل نہیں کرتا اور سرایت احوال کے مسئلہ کو نہیں جانتا۔ اس کی ترقی حال نہیں ہوتی جیسا تھا ویسا ہی رہتا ہے۔

سرایت احوال کا مسئلہ بھی سن لیجئے تاکہ علم سے عمل کی تکمیل ہو۔ حضرت قدوۂ اولیاء کبار زبدۂ کاملانِ نامدار خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (رشحات مطبوعہ صفحہ ۲۵۲)، آدمیوں کے اخلاق و اعمال کا اثر جمادات پر ہونا ارباب تحقیق (محققان اولیاء اللہ) کے نزدیک ثابت ہے۔ حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے اسباب میں بہت تحقیق کی ہے اور اس تاثر جمادات کو یہاں تک ثابت کیا ہے کہ اگر ایک شخص افضل عبادات کو جو نماز ہے کسی ایسی جگہ ادا کرے جو ایک جماعت کے اعمال و اخلاق ناپسندیدہ سے متاثر ہو۔ اس نماز کا بہا اور جمال اس نماز کے بہا اور جمال کے برابر نہیں ہوتا۔ جو ایسی جگہ ادا کی جائے جو ارباب جمعیت کی جمعیت سے متاثر ہوئی ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حرم مکہ شریف کی دو رکعت نماز دوسری جگہ کی ستر رکعت نماز کے برابر ہے۔ انتہی۔

اس سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ اعمال و اخلاق خواہ پسندیدہ و حمیدہ

---

[1] LEYDEN JAR
[2] BATTERY
[3] NEGATIVE ELECTRICITY
[4] POSITIVE ELECTRICITY

ہوں یا ناپسندیدہ و ذمیمہ دونوں میں اثر ہے اور وہ اثر اس دُنیا میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور جمادات اُس کو قبول کرتے ہیں اور اُس سے متاثر ہوتے ہیں۔ جب اعمال و اخلاق دو قسم کے ہیں اور ایک دُوسرے کے ضد ہیں۔ جہاں حمیدہ ہے ذمیمہ نہیں جیسے علم جہاں ہے وہاں جہل نہیں۔ جہاں ذمیمہ ہے وہاں حمیدہ نہیں۔ جیسے جہل جہاں ہے وہاں علم نہیں۔ تو ضرور ہے کہ دونوں قسم کے اعمال و اخلاق کا اثر بھی مختلف قسم کا ہو۔ اور ایک دوسرے کی ضد ہو اور ایک دُوسرے کا زائل کرنے والا ہو۔ جب ان کی دو قسم متضادہ ہوئیں تو قسم اثر کی شناخت کے لئے کچھ نام بھی ہر ایک کا چاہئے۔ اخلاق و اعمال حمیدہ موجب قرب و حضور حق ہیں۔ اور اثر اُن کا آئینہ باطن طالب حق کو قابل پذیرائی ظہور صفات حق بنا دیتا ہے۔ تو اس قسم کے اثر کا نام موجبہ رکھنا مناسب ہے اور اعمال و اخلاق ذمیمہ باعث بُعد و دُوری حق ہیں۔ اور اثر اُن کا آئینہ طالب کو مکدر اور داغدار اور سیاہ ایسا بناتا ہے کہ اُس کی قابلیت فطرتی پذیرائی ظہور صفات حق کو کھا جاتا ہے تو اس قسم کے اثر کا نام سالبہ رکھنا مناسب ہے۔ اور چونکہ اس اثر کی مشابہت بجلی سے ہے کہ وہ بھی جمادات۔ دھات۔ زمین۔ پانی وغیرہ میں سرایت کر جاتی ہے۔ اور اُن کو اپنے اثر سے مؤثر کرتی ہے۔ اور وہ مؤثر شدہ پھر آگے اَوروں پر اپنا اثر کرتے ہیں۔ اور اُن کے احوال و اثر کی اَوروں میں سرایت ہو جاتی ہے۔ اور یہ اثر بھی جو اعمال و اخلاق حمیدہ اور ذمیمہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جمادات میں سرایت کر جاتا ہے۔ اور اُن کو اپنے اثر سے بقدر اپنی طاقت و زور کے مؤثر کرتا ہے اور مؤثر شدہ اشیاء سے وُہ اثر دُوسری چیزوں میں سرایت کر جاتا ہے اس قدر مشابہت سے اگر اس اثر اعمال و اخلاق کو بجلی یا برق یا الک ٹریسٹی کہیں تو مناسب اور بجا ہے کہ دونوں کے لاء اور قانون مشابہ اور متحد الظہور ہیں اور اس وجہ سے اُس اثر کو جو اعمال و اخلاق ناپسندیدہ سے پیدا ہو نگیٹو الک ٹریسٹی ذبرق سالبہ کہنا اور اُس اثر کو جو اعمال و اخلاق پسندیدہ و حمیدہ

سے پیدا ہو۔ پازیٹو الک ٹریسٹی (برق موجبہ) کہنا ہمارا ایک معنی واقعی رکھتا ہے اور بے اصل اور منگھڑت نہیں ہے۔ اس کے سمجھنے سے اکثر مسائل سلوک طریقت کی سمجھ میں آجاتے ہیں جس کو کوئی پہلے نامعقول سمجھتا ہے وہ معقول ہوجاتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ اثر جو اعمال واخلاق سے پیدا ہوتا ہے اُس کے اثر سے جمادات کا مؤثر ہونا ہر ایک کو معلوم نہیں ہوتا۔ اگر واقع میں وہ اثر ہوتا تو ہر ایک کو معلوم ہوتا۔ ہر ایک کو جب معلوم نہیں ہوتا تو ایک خیالی اور اعتقادی بات ہے۔ یہ کہنا واقع میں اور نفس الامر میں غلط ہے۔ اور ایسا ہے جیسی بجلی کی کرنٹ* رفتار جمادات میں یعنی دھات کے تار میں زمین اور پانی میں چلتی ہوئی معلوم نہیں ہوتی اُس کا اثر جس پر پڑتا ہے اُس کو ہی علے قدر قابلیت اور استعداد ذاتی خود وہ معلوم ہوتا ہے دوسرے کو نہیں ہوتا تو کیا ہر ایک کو اُس کا نہ معلوم ہونا بجلی کے اثر واقعی کو مٹا دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جو امر واقعہ ہوتا ہے وہ کسی کے معلوم ہونے یا نہ معلوم ہونے سے واقعی سے غیر واقعی نہیں ہوجاتا ہے نہ موجود سے معدوم ہوتا ہے۔ اپنے علم پر جو دوسرے کا وجود اور عدم قرار دے وہ حقائق امور سے ناواقف اور مرض نادانی اور حمق میں گرفتار رہتا ہے۔

یہ بات معلوم ہے کہ جب تک بجلی کے علم کا اور اُس کے خواص اور آثار کا علم نہیں ہوا تھا۔ بہت چیزیں بجلی کے اثر سے مؤثر تھیں جیسی اب مؤثر ہوتی ہیں اور مؤثر ہیں۔ بالوں میں کنگھی کرتے تھے یا بلی کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے تھے تو اندھیری میں چنگاریاں معلوم ہوتی تھیں۔ اور وہ گوند جس کا نام کہربا رکھ لیا تھا۔ کاہ و گھاس ہلکی چیز کو کھینچتا تھا۔ ایسے ہی اور بہت سی چیزوں کے احوال تھے جن میں بجلی کے ظہور واثر کا کرشمہ تھا۔ اور اب تو بجلی کے اور بہت آثار وصفات ظاہر ہوگئے ہیں۔ جنکو عالمانِ علم بجلی بخوبی جانتے ہیں۔ بجلی کے اثر کے قبول میں اشیاء کی استعداد و قابلیت ذاتی مختلف ہے کسی کو اُس کا اثر معلوم ہوتا ہے کسی کو معلوم نہیں ہوتا ہے۔ دھات کی تار بجلی کے اثر

* Current

بلحاظ کم و بیش استعداد خود گرم ہو جاتے ہیں اور زیادتی بجلی سے گل جاتے ہیں یعنی اُن کو بجلی کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ ریشم کی تار پر بجلی کا کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ وُہ اپنے خاصہ سے بجلی کو روک دیتا ہے۔ جب بجلی کے اثر کو روک دیتا ہے تو اس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ بجلی کیا چیز ہے اور کون کون اُس کے اثر سے موثر ہے۔ اسی طرح انسان ناقص گرفتار نفس و ہوا کو اعمال و اخلاق کے اثر سے جمادات کا موثر ہونا معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کاملوں کو اور سالکوں کو جنہیں اس کے علم کی حس پیدا ہو گئی ہو اُن کو معلوم ہوتا ہے۔

دوسری یہ کہ اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کا اثر جو جمادات پر ہوتا ہے۔ اعمال و اخلاق پسندیدہ کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔ اور کم کر دیتا ہے۔ غلبہ کی صورت میں اُس کو کھا جاتا ہے اور وُہ بہا اور جمال اُس کا نہیں رہتا جو اصلی تھا اور پوری طاقت رکھتا تھا۔

تیسری یہ کہ اعمال و اخلاق پسندیدہ کا اثر جو جمادات پر ہوتا ہے وُہ دُوسرے اثر اعمال و اخلاق پسندیدہ کو قوت بخشتا ہے اور اُس کے بہا و جمال کو بڑھا دیتا ہے جیسے حرم مکہ شریف کی اشیاء جمادی جو اثر جمعیت اہل جمعیت سے موثر ہوتی ہیں نماز کی بہا اور جمال کو بڑھا دیتی ہیں۔

چوتھی۔ میڈیم یعنے اشیاء درمیانی اور حوالی اُس شخص کی جس سے اثر اعمال و اخلاق کا پیدا ہوتا ہے۔ اُس اثر کے قبول کرنے والے اور اُس اثر کے کنڈکٹر* موصل اور پہنچانے والے ہیں یعنی وُہ اثر اعمال و اخلاق کا جو آدمی میں پیدا ہوتا ہے جو مصدر اعمال و اخلاق ہے اور اُس اثر کا معدن و مخزن منبع اور بیٹری ہے اُس کو آدمی کے گرد و پیش کی چیزیں جیسے ہوا، زمین۔ دیواریں اور اور چیزیں ہیں۔ اپنی استعداد و خاصۂ ذاتی سے قبول کر لیتی ہیں اور دُوسری متصلہ چیزیں اُس کو پہنچاتی ہیں اور دیر تک اُس سے موثر رہتی ہیں۔ خواہ وہ اثر اعمال و اخلاق ناپسندیدہ و سیئہ کا ہو

Conductor * Medium ※

یا اعمال و اخلاق پسندیدہ و حسنہ کا دونوں کو قبول کرتی ہیں کچھ فرق نہیں کرتی ہیں
اور دُوسرے پر اُس اثر کو ڈالتی ہیں جو اُن کی قبولیت کی قابلیت رکھتا ہے۔

اِس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ وُہ اثر ان اشیاء جُمادی کے اُس اثر سے جو اُنہوں نے قبُول کیا ہے خُود آدمی میں جنہیں وُہ اُس کے اعمال و اخلاق سے پیدا ہوتا ہے زیادہ ہے کہ آدمی مخزن اور منبع اُس اثر کا ہے اور ہر وقت اُس میں وُہ موجود ہے جیسے اُس جگہ میں نماز کا بہا اور جمال کم ہو جاتا ہے جو اعمال و اخلاق ناپسندیدہ سے مؤثر ہو۔ اور اُس جگہ اُس کا بہاء اور جمال بڑھ جاتا ہے۔ جو اعمال و اخلاق پسندیدہ سے مؤثر ہو۔ ایسے ہی اُس شخص کے پاس نماز پڑھنے سے جو اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کا مصدر ہے نماز کا بہا و جمال کم ہو جاتا ہے اور اُس کے پاس نماز پڑھنے سے جو اعمال و اخلاق پسندیدہ کا مصدر ہے۔ نماز کا بہا اور جمال بڑھ جاتا ہے۔ اور خصوص اِنسان کامل و مُرشد کے پاس اور اُس کے ساتھ نماز پڑھنے سے کہ وُہ اعمال و اخلاق پسندیدہ و حسنہ کے صدُور کی بڑی طاقتور کل اور مشین* ہے۔ اعمال و اخلاق ناپسندیدہ اُس سے کبھی ظہور میں ہی نہیں آتے نماز کا بہا اور جمال بہت ہی بڑھ جاتا ہے یہ تو نماز کا یعنی منجملہ اعمال پسندیدہ کے ایک عمل پسندیدہ اور حسنہ کے حال کا ذکر تھا۔ تمام اعمال اور اخلاق پسندیدہ اور حسنہ کا یہی حال ہے کہ اپنی ضد کے اثر سے اُن کا بہا اور جمال کم ہو جاتا ہے اور اپنی جنس کے اثر سے وُہ بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ بھی اِس سے ظاہر ہے کہ جہاں اِنسان کامل اہل جمعیت کے اعمال و اخلاق کا اثر ہوگا وہاں وُہ بہت طاقتور ہوگا۔ خصُوصاً جہاں وُہ نماز پڑھتے ہیں توجہ دیتے ہیں۔ حلقہ طالبان کا ہوتا ہے۔ جہاں تشریف رکھتے ہیں ارشادات معارف و حقائق کے کرتے ہیں جو طالب حق سالک الی اللہ ایسی جائے متبرکہ پر ہوگا اُسپر ان مکانات مؤثر شدہ کا اثر بھی پڑیگا۔ اور اُن آثار و برکات

Machine *

سے جس سے وُہ مکانات مُؤثر و بابرکت ہیں مؤثر اور متبرک ہوگا۔ اور وُہ اثر مبارک اُس اثر کو جو اُس کے دِل پر اور باطن میں اعمال و اخلاق ناپسندیدہ و ذمیمہ کا اُس کا یا دُوسرے کسی شخص یا دُوسری کسی شئے یا جائے ناپاک کا پڑا ہُوا ہے دُور اور زائل کریگا۔ مُریدانِ صادق ایسی جائے پاک کی خاک کو توتیائے چشم بناتے ہیں اور اُس سے فیض و نُور پاتے ہیں ؎

آرزو دارم کہ خاکِ آں قدم	توتیای چشم سازم دمبدم

حکایت۔ ایک روز میں حضرت حاجی صاحب قبلہ و کعبہ حاجی محمود صاحب جالندھری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ حضرت اپنی مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ کیا دیکھتا ہُوں کہ وہاں ایک صاحب جو حضرت ممدُوح کے خلیفہ تھے اور بڑے سرکاری عُہدہ پر معزز و سرفراز تھے اور میرے بڑے مہربان قدیم تھے تشریف رکھتے ہیں ارشادات و مُراقبہ و توجُّہ کے بعد عشاء کی نماز پڑھ کر جب حضرت حاجی صاحب قبلہ دولت خانہ میں تشریف لیگئے جو ملحق اُس مسجد کے تھا تو مَیں نے حضرت خلیفہ صاحب موصُوف سے عرض کیا کہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لیچلیں اور وہاں شب کو آرام فرمائیں فرمایا۔ بھائی تم جانتے نہیں ہو کہ یہ خاکِ مسجد جہاں حضرت کے قدُوم مُبارک پڑے ہیں جہاں حضرت مراقبہ فرماتے ہیں توجُّہ دیتے ہیں کیسی فیض و نُور حضرت سے منور و مؤثر ہے مجھ کو یہ دولت بڑی تمنا سے نصیب ہوئی ہے۔ میں تو رات کو اسی خاک پاک مسجد میں لوٹونگا۔ میں نے عرض کیا اچھا! میں اپنے مکان پر چلا آیا اور وُہ رات بھر وہاں رہے۔ ایسے لوگ مُریدانِ صادق ہوتے ہیں جنپر نُور اور فیض مُرشد کا اثر ہر جائے سے جہاں مُرشد کے قدُوم پاک پہنچے ہیں اور جو حد اثر اُن کے فیض و نُور قلبی میں آگئے ہوں پڑتا ہے۔ یہ صاحب حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ اب حیات ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو مسترشدوں کے سر پر سلامت

رکھے۔ طالبانِ حق کی تربیت فرماتے ہیں۔ اور خدا تک پہنچاتے ہیں۔

جب یہ ثابت ہے کہ در و دیوار زمین و مکان انفاس متبرکہ انسان کامل متوجہ الی اللہ کے فیض و نور سے منور اور مؤثر ہو جاتے ہیں۔ اور اُن سے طرح طرح کے انوار و برکات ظاہر ہوتے ہیں اور اُن سے طالبان صادق فیض و نور پاتے ہیں تو اگر کسی طالب صادق کو کسی وقت حضرت مرشد کی صحبت نصیب نہیں ہوتی وُہ ایسی جائے منور اور مؤثر بفیض و نور مرشد سے فیض و نور لیتا ہے اور صفائی باطن کی کرتا ہے۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ (نفحات ۵۷۰)

یک دم از طوفِ در و دیوار شاں منشیں کہ ہست
صد کشائش از در و صد پُشتی از دیوار شاں

نادان اور گرفتارانِ جہل مرکب اس کو شاعری اور مبالغہ سمجھتے ہیں مگر دراصل یہ خیال اُن کا غلط ہے۔ طالبان حق اور مریدانِ صادق کے دِل سے پُوچھئے اُن پر اُن کے آثار سے کیا گذرتی ہے۔ سچ ہے ع

ذوقِ ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

خانقاہوں میں حجرے اسی غرض سے بنائے جاتے ہیں تاکہ سالک اُن میں رہے اور اُس کے اعمال و اخلاق حسنہ ذکر و فکر و نماز وغیرہ کے اثر سے جو حجرہ کے در و دیوار و زمین مؤثر ہوں اُس سے اس کے دوسرے اعمال و اخلاق حسنہ کا بہا اور جمال بڑھے۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً تاثیر کی قوت اور باطن کی اُس سے صفائی بڑھتی جاوے اور اُن میں رہنے سے وحدت اور خلوت پوری حاصل ہو۔ خلق جو اثر اعمال و اخلاق ناپسندیدہ و ذمیمہ سے مؤثر ہو رہی ہے اُن کا اثر سالک کے باطن پر اُن سے الگ رہنے سے نہ پڑے۔ اور چونکہ مرشدانِ کامل اولیاء اللہ رحمہ کا جسم پاک ایک بڑا طاقتور مقناطیس مستقل ہوتا ہے اُس کی مقناطیسیت اور

برق محمدی کے اثر سے اُن کا مزار مُبارک اور اُس کے گرد و پیش کے مکانات و درودیوار موثر رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے طالبانِ حق اور سالکان صادق پر وہاں جانے میں بڑا اثر پڑتا ہے۔ اُن کا فیض ہر درودیوار اور مکان اور اُن کے روضۂ مقدس سے آتا ہے اور باطن سالک کو منوّر کرتا ہے۔ اُس کے اعمال و اخلاق حسنہ کے بہا اور جمال کو بڑھاتا ہے۔ جیسے انسانِ کامل ولی اللہ کے اعمال و اخلاق کے اثر سے اور جسم پاک کی مقناطیسیت و برق سے درودیوار و مکانات موثر ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی وہ کپڑے کرتہ دستار عمامہ وغیرہ جو پہنے ہوئے ہوتے ہیں اور تسبیح اور عصا وغیرہ جو ہاتھ میں رکھتے ہیں اور وہ چیز جس پر وہ نفس مبارک کا دم کر دیتے ہیں۔ اور جس پر وہ اپنے دست مبارک سے لکھتے ہیں سب اُس اثر اور مقناطیسیت اور برق سے موثر ہو جاتے ہیں۔ اور اپنا اثر دوسروں پر ڈالتے ہیں۔ مریدانِ صادق کو جو اپنے مرشد و شیخ کا کوئی تبرک کرتہ یا دستار یا عمامہ یا بال جسم مبارک یا تسبیح یا عصا وغیرہ اور کوئی چیز ملجاتی ہے تو وہ اُس کو آنکھوں سے لگاتے ہیں حرزِ جان بناتے ہیں بڑا فیض اور اثر اُن سے پاتے ہیں۔ قلوب اُن کے منور ہو جاتے ہیں یعنی اگر کچھ سیاہی اُن کے دلوں پر آجاتی ہے تو وہ دور ہو جاتی ہے اور اُن کے اعمال و اخلاق کی بہا اور نورانیت بڑھ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے تبرکات بزرگان کو جان کے برابر طالبانِ حق رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اُن کی زیارت سے فیوضات و برکات حاصل کرتے رہتے ہیں۔ یہاں میں اُس فیض و برکت کا بیان کرتا ہوں جو مجھ کو ایسے تبرک سے حاصل ہوئے۔ یہ بیان اظہار اپنی بڑائی کا نہیں ہے کہ میں کیا اور میری ہستی کیا۔ اگر ذرۂ خاک پر آفتاب کا پرتوہ پڑے تو اُس پرتوہ کی بڑائی ہے نہ ذرہ خاک کی۔ ہاں اگر ذرۂ خاک بحکم وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اُس نعمت و برکت

کا بیان تصدیقِ مسئلہ اور اطلاع طالبانِ حق کے لئے کرے تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضروری ہے۔

حکایت تقریباً بیس سال ہوئے میں فیروزپور پنجاب میں تھا وہاں مجھ پر ایک مولوی صاحب بھٹنڈہ کے رہنے والے جو خاندانِ چشتیہ میں شیخ وقت تھے اور تونسہ شریف سے فیض و نسبت رکھتے تھے۔ بڑی عنایت اور شفقت فرماتے تھے۔ ایک روز میں ان کے دولت خانہ پر بھٹنڈہ میں حاضر ہُوا بڑی خاطر اور تواضع اور مہربانی سے پیش آئے مجھ کو خود اپنے ہمراہ لے جا کر زیارتِ حضرت حاجی رتن صاحب رح کے مزار مبارک کی کرائی۔ پھر مکان پر آکر گھر میں سے ایک کُرتہ لائے اور فرمایا یہ کُرتہ تبرک حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی قدس سرہٗ کا ہے۔ یہ کہکر اس کو میرے سر پر ڈال دیا۔ کُرتہ کے ڈالتے ہی معاً مجھ پر ایسا گریہ طاری ہُوا اور اثنا میں بے اختیار رویا کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور بے اختیار زمین پر لوٹتا رہا جب مجھ کو افاقہ ہُوا تو ایک سکتہ اور حیرت کی حالت میں تھا۔ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کُرتہ مجسّم تجلّی تھا یا تجلّی سے بھرا ہُوا تھا جس نے مجھ پر ایسا جلد اثر کیا جو کیفیت قلب کی اُس حالت میں ہوئی اُس کے لئے کوئی لفظ نہیں ہے جس سے اظہار اُس کا کیا جاوے ع

دلِ من داند و من دانم و داند دلِ من

اگر ایک لوہچون کے ذرّہ کو مقناطیس کھینچے اور اُس کشش اور جذب کی کیفیت کو دوسرا ذرہ لوہچون کا جو اپنی جگہ پڑا رہا ہو اور کشش مقناطیس کا اثر اُس پر نہ ہُوا ہو پوچھے تو وہ اُس کیفیت کو کس زبان سے بیان کرے اُس کے پاس سوا اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ جس پر گذرے وہی جانتے۔"

مُرشدانِ کامل اور اولیاءِ کمّل جو کچھ پڑھ کر اپنے نفسِ مبارک سے پانی پر یا کسی اور

چیز پر دم کر دیتے ہیں وہ پانی اور وہ چیز اُن کے انفاس مُبارک کی بجلی سے مؤثر ہو جاتی ہیں اور فیض و نُور حاصل ہونے کے علاوہ اکثر امراض جسمانی کو اُن سے شفا ہوجاتی ہے اور خصُوصاً بچّوں اور عورتوں اور معتقدوں کو زیادہ شفا ہوتی ہے کہ اُنپر اُن کا زیادہ اثر پڑتا ہے اور اُس اثر کو وُہ زیادہ قبُول کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ؟ وجہ اِس کی ظاہر ہے کہ بچّہ کا باطن تو پاک ہوتا ہے عقل اور قُوّتِ شہوانی نہونے کی وجہ سے اُس کے کسی فعل ناپسندیدہ میں وُہ اثر نہیں ہوتا جو باطن کو سیاہ کرے وُہ اپنی فطرتی حالت پر رہتا ہے اور اُس اثر اور برق کو جو پانی یا اَور کسی چیز میں آگیا ہے قبُول کرلیتا ہے اور اُس سے جلد مؤثر ہوجاتا ہے۔ عورت اس وجہ سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے کہ اُس میں فطرتاً قُوّتِ انفعالی ہے۔ گو اُس کا باطن اعمال و اخلاق ناپسندیدہ سے جیسے گلہ شکوہ غیبت حسد وغیرہ ہیں جن سے اکثر عورتیں ملوث رہتی ہیں سیاہ یا میلا ہوگیا ہے مگر قوتِ انفعالی فطرتی اُسپر غالب آکر اُس اثر برقی کو پانی یا دُوسری چیز مؤثر شُدہ سے لیلیتی ہے اور اُس کو قبُول کرلیتی ہے اور معتقد اس وجہ سے کہ اُس کا اعتقاد اُس اثر کا جاذب ہے ؎

آنکہ مرداں را رساند با مُراد	اعتقاد است اعتقاد است اعتقاد

اَوروں پر کس وجہ سے اُس کا اثر نہیں ہوتا؟ وجہ اس کی بھی ظاہر ہے کہ اُن میں قابلیت قبُول اس اثر کی جو متعلق صفائی باطن ہے نہیں ہوتی یعنی وُہ خرابی اور سیاہی جو اُس کے باطن اور اُس کی جان میں اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کے اثر سے اور بد اعتقادی سے آجاتی ہے وُہ اُس اثر برق انسان کامل کو یعنی اثر اعمال و اخلاق پسندیدہ اُس کے کو جس سے وُہ پانی یا اَور کوئی چیز مؤثر ہوتی ہے باطن اور اُس کی جان کے پاس آنے نہیں دیتی اور اُس کی مزاحمت کرتی ہے یہ اَیسی ہی بات ہے جیسی کسی چیز پر جو موصل ہو زنگ آجاتا ہے اور وُہ جسمانی بجلی کی رفتار میں اور اُس کے قبُول کرنے

میں اپنے ذاتی خاصہ سے مزاحمت کرتا ہے اور اثر تجلی جسمانی کو موصل تک جانے نہیں دیتا۔ جب تک اُس زنگ کو دُور نہ کیا جاوے۔

تعویذات کا بھی یہی سماں ہے جو کسی انسان کامل و مُرشد مُکمل نے اپنے دست مُبارک سے لکھی ہوں ان میں دوہرا اثر ہوتا ہے ایک اُس کلام پاک کا جو اُس پر لکھا ہُوا ہے دُوسرا نفس مُبارک اُس کامل کی برق کا جو اُس کو لکھتا ہے یا اُس پر دم کرتا ہے امراض جسمانی کو اُن سے شفا ہونا یا پانی دم کئے ہُوئے یا اَور کسی چیز دم کی ہوئی سے شفا ہونا امر واقعہ ہے اور اس حال میں تو عقل سلیم کے یہ بھی قرین ہے کہ جب برق جسمانی سے امراض جسمانی کو شفا ہو جاتی ہے اور ہر شفاخانہ سرکاری میں مثلاً طبیبی مشین تجلی جسمانی سے جسمانی مریض کو مؤثر کرنے کا کام دیتی ہے تو برقِ رُوحانی اور برق محمدی سے جو برق جسمانی سے بہت اعلےٰ رتبہ اور اثر رکھتی ہے امراض جسمانی کو کیوں شفا نہ ہو کیونکہ اکثر احکام و آثار ان دونوں تجلیوں کے یعنی برق جسمانی اور برق رُوحانی کے مشابہ ثابت ہُوئی ہیں۔ تجلی جسمانی تجلی رُوحانی کا ایک پرتوہ اور شدیدوُ ہے جیسی رُوح کے ساتھ جسم کی زندگی ہے رُوح نہیں تو جسم مُردہ۔ ایسے ہی تجلی جسمانی عکس اور پرتوہ تجلی رُوحانی اور برق محمدی کا ہے تجلی جسمانی سے مرض جسمانی زائل ہوتا ہے اور تجلی رُوحانی اور برق محمدی سے مرضِ جسمانی مرض نفسانی مرض خیالی اور مرض رُوحانی زائل ہوتا ہے۔ اب دونوں تجلیوں کا رتبہ اور اثر سمجھ لیجئے کس کا زیادہ ہے تجلی رُوحانی و برقِ محمدی سے امراض نفسانی و خیالی و رُوحانی زائل ہونے کے بہت سچے واقعات کتابوں میں درج ہیں۔ اُن میں ملاحظہ کر لیجئے۔

جب آپ پر ظاہر ہو گیا کہ طالب حق کو مُرشد و انسان کامل کی صُحبت میں رہنا ضرور ہے اور اُن مکانات اور اشیاء سے جو انسان کامل کے انفاس مُتبرکہ کے اثر سے مؤثر ہوں فیضیاب اور منوّر ہونا صفائی باطن کی کرتا ہے۔ اِسیطرح انسان ناقص سے جو مصدر

Shadow *

اعمال واخلاق ناپسندیدہ و ذمیمہ سے بچنا اور اُس سے الگ رہنا اُس کی حدِ نشہ میں نہ آنا اور اُس سے وحدت اور خلوت اختیار کرنا اور نیز اُن مکانات اور اشیاء سے جو اُن کے اعمال واخلاق ناپسندیدہ کے اثر سے مؤثر ہو گئے ہوں دُور رہنا لابد ہے کہ وُہ باطن کو خراب کرتے ہیں تو اِس پر جان و دِل سے عمل کرنا بہت ہی ضرور ہے۔ یہ کیا صاحب طالبانِ حق اور سالکانِ طریق ذاتِ مطلق میں تو نام لکھالیا اور جب قواعدِ طریقت پر عمل کرنیکا وقت آیا تو نہیں ہیں۔ خلافِ ورزی قاعدہ طریقت کی مجرم۔ جو کچھ کمائی مرشد صاحب کی صحبت سے کر کے لائے تھے وُہ بھی وحدت اور تجرّد حاصل نہ کرنیسے کھو بیٹھے یہیں مرد بنئے اِس راہ سلوک الی اللہ میں مستعدی سے کمر باندھئے ایسا نکیجے کہ کتاب یا رسالہ تصوف کا دیکھا یا قواعدِ طریقت کو معلوم کیا اور ملاحظہ شُد اور داخلِ دفتر کہدیا یا اطلاع شُد کہکر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا۔ ع- ایں کار از تو آید و مرداں چُنیں کنند

مرد دانا کے نزدیک یہ بڑی شرم کی بات ہے بلکہ یہ کیجئے کہ چور سے اُچکے سے جواری سے شراب خور سے فریبی سے دغاباز سے مکار سے ریاکار سے حاسد سے بخیل سے خوشامدی سے زمانہ ساز سے ایسے ہی اور اشخاص سے جو مصدرِ اعمال واخلاق ناپسندیدہ ہیں قطعًا نہ ملئے اُن کے پاس نہ جائیے اُن سے وحدت رکھئے دل نہ ملائیے انکو دھتا بتائیے اگر بالضرورت اُن سے مِلنا ہی پڑے تو جہاں تک ہوسکے اُن سے دِل نہ ملائیے اپنی کمائی بہا اور جمالِ باطن کو بچائیے ورنہ وُہ آپ کی کمائی خفیۃً چرا لیجائیں گے اور اپنے اعمال واخلاق ناپسندیدہ کا اثر چھوڑ جائیں گے اور اپنے غلبہ قوتِ اثر سے غالب آکر نورِ باطن کو کھا جائیں گے اور کولہو کا بیل بنا جائیں گے کہ جہاں سے آپ چلے تھے پھر اُسی جگہ آکھڑے ہوئے دن بھر چلے اور خلاف ورزی قاعدہ وحدت اور اختیار صحبتِ ناجنس سے اُسی جگہ رہے۔ ایک بار میں بھی کولہو کا بیل بن چکا ہوں میں بڑا شیخت آبنا ہوا تھا اور اِس خیالِ خام سے کہ ہم بھی بڑے مقرر لسان لفاظ ہیں کسی کو تقریر میں کیا

جانے دیتے ہیں ہر ایک سے جس کو تقریر کرنے والا سُنتا تھا جا جھڑپتا تھا۔ ایک روز ایک دہریہ سے گُفتگو ہو گئی۔ بڑے بڑے دلائل اور طرح طرح کی تقریر سے بظاہر اُس کو ساکت کر دیا مگر وُہ بھی اپنے خیال کا اثر اور نہایت بڑی طاقتور اور قوی و غالب رکھتا تھا میرے باطن پر غالب آ کر اپنے خیال کا اثر میرے باطن میں چھوڑ گیا مَیں تو خُوش کہ آج دہریہ کو تقریر میں کیا مارا ہے۔ یہ خبر ہی نہیں اُس کے خیال نے میرے باطن کا پٹرا بنا دیا ہو خوشی خُوشی گھر آیا۔ گھر میں آنے کے بعد میرے دِل میں خیال آیا کہ خُدا کہاں ہے یہ تو آپ ہی آپ سب پیدا ہُوا ہے۔ چُونکہ قواعد طریقت سے کچھ واقف ہو گیا تھا سمجھا کہ یہ میرا خیال نہیں ہے یہ اُنہیں حضرت دہریہ صاحب کا خیال ہے جو اپنے غلبۂ اثر قوّت باطن سے میرے باطن کو کھا گیا ہے اور اپنا عکس و اثر میرے باطن میں چھوڑ گیا ہے وُہی مثل صادق آئی۔ گئے تھے چوبے ہونے دوبے ہی رہ گئے۔ اِس حال پر بہت رویا مُنہ پر تھپیڑ مارے استغفار پڑھی گڑگڑایا۔ پچتایا مگر "اب پچتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"۔ بڑی مُشکل سے بعنایت ایزدی و توجّہ مرشدی سے وہ خیال میرے دِل سے دُور ہُوا۔ الحمد للہ علیٰ فضلہٖ و کرمہٖ۔

احباب! جیسے مَیں نے خلاف ورزیٔ قاعدۂ وحدت بُورے کے بُھلاوے میں پلیتھن کھایا اور گھی کے بُھلاوے میں کپاس۔ دیکھنا کہیں آپ بھی نہ کھا جائیے گا۔ بعد صحبتِ مُرشد صاحب اور استفاضہ اور استفادہ از ہر جائے و اثر سے بچائیے گا جو مصدر اعمال و اخلاق ناپسندیدہ ہے اور اُس کے اعمال و اخلاق ناپسندیدہ اپنی خباثت سے ایسے قوی الاثر ہیں کہ آپ کے باطن کی قوّت پر غالب آ جاتے ہیں۔ حضرت قدوۃ الاولیاء کبار خواجہ عُبید اللہ احرار قدس سرہٗ نے فرمایا (دیکھو رشحات مطبوعہ ۲۶۶) ایسے لوگوں کے پاس بیٹھو جو تم پر غالب نہ ہوں اور تم کو کھا نہ جائیں یعنی تمہارے وقت کو ضائع و نابود نہ کر دیں۔ انتہیٰ

اِس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر اُس کے پاس بیٹھو گے جس کے باطن کا اثر متضاد اپنی قوّت و صحبت

و واشیاء مؤثر شدہ از نور برکات فیوضات مرشد صاحب قاعدۂ وحدت پر عمل کیجئے گا اپنا باطن کو اُس شخص کی صحبت

سے تمہارے باطن کی قوت پر غالب ہوگا تو وہ تمہارے باطن کے موجودہ اثر کو کھا جائیگا اور تمہارے وقت کو ضائع و نابود کر دیگا یہ تو اُن سے وحدت رکھنے کا ذکر تھا جو خود مصدر اعمال و اخلاق ناپسندیدہ ہیں اور ان کے اثر کے مخزن و منبع ہیں۔ اب اُن مکانات اور اشیاء کے اثر کا حال سُنئے جو اُس برق و اثر سے مؤثر ہوتے ہیں جو اعمال و اخلاق ناپسندیدہ سے پیدا ہوتا ہے جیسے قمارخانہ شراب خانہ جائے دغابازی دروغگوئی وغیرہ وغیرہ اور اشیاء میں ہر شئے جو اُس کے اثر سے مؤثر ہو۔ ان مکانات میں طالب حق اور سالک کا نہ جانا اور اُن اشیاء سے بھی ویسا ہی بچنا اور وحدت اختیار کرنا ضرور ہے جیسا اُس شخص سے جس کے اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کے اثر سے وُہ مؤثر ہوئے ہیں بچنا لازم ہے یہ بات نہیں کہ غالب سے ہی بچیں اور مغلوب سے نہ بچیں۔ سالک مبتدی و متوسط کو دونوں کے ملنے سے نقصان ہے اور ان سے بچنا لازم۔ غالب اگر کھا جاتا ہے تو مغلوب بھی بہت نقصان باطن کو پہنچاتا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جیسے ایک چراغ کو بالکل گُل کر دیتا ہے بجھا دیتا ہے ایک اُس کی روشنی کو کم کر دیتا ہے نقصان روشنی کا دونوں سے ہوتا ہے۔

کتاب و اخبار

کتاب و اخبار بھی دونوں قسم کے اعمال و اخلاق کے اثر سے مؤثر ہوتے ہیں یعنی اعمال و اخلاق پسندیدہ کے اثر سے بھی۔ اور اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کے اثر سے بھی۔ اب آپ قاعدہ مذکورہ بالا سے واقف ہو گئے ہیں آپ اپنے حال کے لحاظ سے خود فیصلہ کر لیجئے کہ کس کتاب و اخبار کو دیکھنا چاہئے اور کس اخبار و کتاب کو نہیں جو اعمال و اخلاق پسندیدہ مرد کامل کے اثر سے مؤثر ہونگے اُن کا مطالعہ کرنا اور دیکھنا لازم ہے اور جو اعمال و اخلاق ناپسندیدہ مرد ناقص کے اثر سے مؤثر ہونگے اُن کا نہ دیکھنا بلکہ پاس نہ آنے دینا ضرور۔ اس اصول کو نہ بھولئے گا اور فیصلہ غلط نہ کیجئے گا۔ شناخت اس امر کی کہ اثر اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کا سالک راہ حق کے باطن کو نقصان پہنچا گیا یا نہیں سالک مبتدی کو تو مشکل ہے کہ باطن

اُس کا جو توجہ اور صحبتِ مرشد سے پیدا ہوا ہے ابھی بچہ ہے اُس کو اُس شناخت کی تمیز نہیں سالک متوسط کچھ کچھ سمجھتا ہے سالک منتہی کو اُس کی شناخت ہوتی ہے۔ یہ ایک وجدانی بات ہے تحریر میں نہیں آسکتی اتنا کہا جاسکتا ہے کہ منتہی کا آئینہ باطن صاف ہوتا ہے اُس میں عکس پڑنے سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ ہم نشین اور مقابل بیٹھنے والے کے اثر کا عکس ہے اور متوسط کا آئینہ باطن بھی کچھ صفائی حاصل کرلیتا ہے اُسمیں بھی کبھی کچھ دھندلا سا عکس سیاہ نظر آجاتا ہے۔ کیا منتہی پر بھی اعمال اور اخلاق ناپسندیدہ کے اثر کا عکس پڑجاتا ہے؟ پڑتا نہیں تو اُس کو مریدوں کے باطن کے احوال کی خبر کیونکر ہوتی۔ پڑتا ہے مگر ٹھہرتا نہیں گھر نہیں کرتا زائل ہوجاتا ہے اور اگر اپنی طاقت میں بہت ہی قوی اور خبیث ہوتا ہے تو بعض اوقات جمعیتِ باطن کو نقصان پہنچاتا ہے دونوں حالتوں کا حال سُنئے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں (دیکھو صفحہ ۲۴۳ سلسلۃ الذہب مطبوعہ)

حکایت کہ خدمت ارشاد مآبی مولانا و مخدومنا سعد اللہ والدین الکاشغری از شیخ خود مولانا نظام الدین خاموش قدس اللہ روحہما نقل مے فرمودند" یعنی یہ ایک حکایت ہے جو حضرت ارشاد مآبی سعد اللہ والدین الکاشغری نے اپنے شیخ حضرت مولانا نظام الدین خاموش قدس اللہ روحہما سے نقل فرمائی ہے

کہف اصحاب سعد دین و دول	منتہی در طریق علم و عمل

یعنی کہف و محل آرام و قرار مصاحبان نیکبخت و نیک دین نیک دولتہا اور طریق علم و عمل کے منتہی اور انکو نہایت کو پہنچانے والے کیسے بزرگ کہ

دلش از نسبت دو عالم دور	نسبت او بکاشغر مشہور

یعنی اُنکے دل کو دونوں عالم دنیا و آخرت سے کچھ نسبت اور کچھ تعلق نہ تھا دل اُن کا دونوں عالم سے دور تھا اور وہ شہر کاشغر کی نسبت سے کاشغری مشہور تھے

گفت از پیر خود نظام الدین	کہ بہ خاموش داشتے تعیین

اپنے پیر حضرت نظام الدین خاموش (قدس اللہ روحہ) سے نقل فرماتے تھے کہ اُنہوں نے فرمایا

کہ بوقت صفائے آئینہ	سوئے مسجد شدم یک آدینہ

کہ ایک دن جمعہ کیحالت صفائی آئینہ (باطن) میں میں مسجد کو گیا تھا

چوں ز مسجد پس از ادائے نماز	سوئے ماوائے خویش گشتم باز

جب میں مسجد میں نماز جمعہ ادا کرکے اپنے گھر کی طرف واپس آتا تھا

دِیدم اندر دو کانچہ تنہا	نو جوانے بحُسن بے ہمتا

کیا دیکھتا ہُوں کہ ایک نوجوان نہایت حسین اپنے حسن میں بے ہمتا ایک دوکانچہ میں تنہا بیٹھا ہے ۵

گوشۂ چشم او بمن اُفتاد	عشق او در دِلم صدا درداد

اُس نوجوان نے کن انکھیوں سے مجھے دیکھا۔ یعنی میری نظر اور اُس کی نظر لڑ گئی نظر کا لڑنا تھا کہ، اُس کا عشق میرے دِل میں پیدا ہو گیا ۵

عشقش آورد برمن آتشاں زور	کز دِل و جانِ من برآمد شور

اُس کے عشق نے مجھ پر اس قدر زور کیا کہ میری جان و دِل میں ایک شور پیدا ہو گیا

ماندم از حالِ خویشتن حیراں گم بود در فروغ معرفتش	کہ دلے را کہ جملہ کون و مکاں چُوں شود مہر ذرۂ صفتش

یہ حال اپنا دیکھ کر مَیں حیران رہ گیا کہ جس دل کی فروغ معرفت میں کون و مکان گم ہوں۔ وہ ایک ذرہ کی مہر و محبت میں کیسے پھنس گیا اور ایک ذرہ اُس کی مہر کی صفت کیسے ہو گیا ۵

قطرۂ را چہ زہرہ و یارا	کہ تواند احاطہ با دریا

ایک قطرہ میں رقوت و توانائی کہاں سے آئی اور اُسکی یہ) مجال کیونکر ہو کہ دریاء کا احاطہ کر سکے۔ (اور بڑی تعجب کی یہ بات ہے) ۵

ہر کجا تافت آفتابِ قِدم	کے تواند نہاد سایہ قدم

جہاں آفتاب قدم تاباں (اور متجلّی) ہو وہاں سایہ اپنا قدم کیسے رکھ سکے ۵

ناگہاں درمقابلِ آں ماہ	دیدم افتادہ بیدلے درراہ

چنانچہ (اسی حال میں) کیا دیکھتا ہوں کہ راہ میں اُس ماہ (نوجوان) کے مقابل ایک بیدل (عاشق زار اُس کا) پڑا ہُوا ہے (اور اُس کا یہ حال ہے کہ) ۵

سالئہ دل و دیدہ غرق آتش و آب	از تپ عشق آں جواں در تاب
اُس کا دِل آتشِ عشق میں اور اُس کا دیدہ آبِ اشک میں غرق ہو رہا ہے۔ اُس جوان کے عشق کی تپ اُس کو ایسی چڑھی ہوئی ہے کہ بے تاب ہو رہا ہے اُسوقت	
روشنم شد کہ آں محبتِ درد	در دلِ من از و سرایت کرد
مجھ پر یہ بات روشن ہوئی کہ اُس (بیدل عاشقِ زار) کی محبت و درد نے میرے دل میں سرایت کی ہے	
من ازاں عشق ہستم آزادہ	پرتوِ اوست بر من اُفتادہ

مَیں اس عشق سے سادہ اور آزاد ہوں اُس (بیدل اور عاشقِ زار) کا پرتوہ اور عکس مجھ پر پڑ گیا ہے
چند گامے از و چو بر گشتم * زاں ہوا و ہوس تہی گشتم * تھوڑی دُور جو آگے میں چلا تو وہ اثر ہوا و ہوس عشقِ مجازی (اُس نوجوان مہ جبین) کا میرے دل میں نہیں رہا اور (اُس مے عشق و محبت اُس نوجوان پیمانہ) دل میرا خالی ہو گیا

یہاں آپ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ کاملوں پر جو ایسے آثار وارد ہوتے ہیں وہ اُن کے اپنے نہیں ہوتے دُوسروں کا پرتوہ اور عکس ہوتا ہے۔ پہلے اس کو کوئی یقین نہ کرتا ہو تو اپنی ناواقفیت سے نہ کرتا ہو۔ مگر اب تو ماہرانِ سائنس* (علوم ظاہر اشیاء و خواص اشیاء وغیرہ) اور واقفان فزک* (علوم ظاہرہ مذکورہ) پر ظاہر ہو گیا ہے کہ ایک شئے کے اثر کا پرتوہ دُوسری شئے پر پڑ جاتا ہے اور دوسری شئے عکس اُس کا قبول کر لیتی ہے اور وُہ پرتوہ اور عکس بھی مثل اپنے اصل کی اثر اپنا دِکھاتا ہے علم برق اور مقناطیسیت میں خاصہ اَنڈکشن[3] اِس کو بخُوبی ثابت کر رہا ہے کہ بجلی جب ایک تار میں چل رہی ہو اگر اُس کی رفتار کو ٹھوکر لگ جاوے اور اُس کی رفتار دفعتہً توڑ دی جاوے تو اُس کا پرتوہ بلکہ وُہ خُود دُوسری پاس کی تار میں سرایت کر جاتی ہے اور وہ اُس کا پرتوہ دُوسری تار میں وُہی تماشے دِکھاتا ہے جو وُہ خُود پہلی تار میں دِکھاتی تھی۔ مِقناطیس جو کسی لوہے کی کچّی سلائی یا سوئی کو کھینچ لیتا ہے تو مقناطیسیت اُس مقناطیس کی اُس کچّے لوہے کی سلائی یا سوئی میں عارضی

طور سے سرایت کر جاتی ہے۔ اور یہ سرایت اُس وقت تک رہتی ہے جب تک وُہ کچّے لوہے کی سلائی یا سُوئی مقناطیس سے ملحق رہے اور وُہ اُس عارضی مقناطیسیت سرایت شُدہ سے دُوسری کچّے لوہے کی سلائی یا سوئی کو کھینچ لیتی ہے۔ اور اس دُوسری سلائی یا سوئی میں پہلی سلائی یا سوئی کی مقناطیسیت سرایت کر جاتی ہے۔ اور اپنا خاصہ مقناطیسیت دکھاتی ہے کہ وُہ کچّے لوہے کی تیسری سلائی یا سوئی اپنی طاقت مقناطیسیت سے کھینچ لیتی ہے۔ اسی طرح تیسری چوتھی کو اور چوتھی پانچویں کو اور پانچویں چھٹی کو علیٰ ہذا جہاں تک سلسلہ جائے کھینچتی ہے اور وُہ سرایت شُدہ عارضی مقناطیسیت اپنا خاصہ دکھاتی ہے اور ایک دُوسری کو کھینچتی ہے اور جیسا اصل مقناطیس کی مقناطیسیت کا اثر تھا ویسا ہی سرایت شُدہ عارضی مقناطیسیت کا اثر اُن سلائیوں اور سُوئیوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کچُھ فرق اُن میں سوائے مُستقل ہونے اصل مقناطیس کے اور عارضی مقناطیس ہونے اُن کچّے لوہے کی سلائیوں اور سُوئیوں کے نہیں ہوتا۔ اور ایجادات جدید میگنٹ* نیٹو۔ الکٹرک مینشین (مقناطیسی برقی کل) اور ڈائی* نیمو (دُوسری قسم کی اُسی مقناطیسی برقی کل) نے جن سے برقی روشنی کی جاتی ہے برقی گھنٹے چلائے جاتے ہیں اور دُوسرے کام برقی لئے جاتے ہیں۔ سرایت اثر کے مسئلہ کو آفتاب کی طرح روشن کر دیا ہے کہ مقناطیسیت ریشم کی لپٹی ہوئی دھاتی تاروں میں سرایت کر کے بجلی بن جاتی ہے اور وُہ سرایت شُدہ اثر خواہ بلحاظ ظہورات کے اُس کا کچُھ ہی نام آپ رکھ لیں مثل اپنے اصل کے سب آثار اپنے دکھاتا ہے۔ اسی طرح دُوسروں کے احوال کاملوں میں عارضی طور پر اور سالکوں میں عارضی اور مُستقل طور پر سرایت کر جاتے ہیں اور اپنا اثر ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی موقع پر مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہمچنیں نقل کرد ازو کہ دمے	نشدے خالی از غم و المے

ایسے ہی حضرت سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے مرشد حضرت نظام الدین خاموش قدس اللہ سرہٗ غم والم سے کبھی خالی نہیں رہتے تھے ٥

روز و شب رنجہ بودے از اوجاع	گاہ تپ داشتے وگاہ صداع

رات دن اُن دردوں کے رنج میں رہتے تھے کبھی اُن کو تپ ہو جاتا تھا کبھی دردِ سر

گفت روزیکہ رنجہائے گراں	ایں ہمہ ہست برمن از دِگراں

حضرت نظام الدین خاموش قدس اللہ روحہٗ نے ایک دِن فرمایا کہ یہ تمام رنج اور تکلیفیں تپ- دردِ سر وغیرہ کی مجھ پر دُوسروں کی ہیں جو مجھ میں سرایت کر جاتی ہیں- وجہ اِس کی یہ ہے کہ ٥

من چو کلّم جہاں ہمہ اجزا	بلکہ من شخص و دیگراں اعضاء

میں ایسا ہُوں جیسا کُل ہوتا ہے اور تمام جہان ایسا ہے جیسے کُل کے اجزاء ہوتے ہیں (یہ فرمانا سچ ہے جس دِل پر تجلی ذاتی الٰہی ہوتی ہے وُہ ذات کی تجلّی اور پرتوہ سے مشابہہ کُل کے ہے اور اور سب جو اُس ذات کا ظہور اپنے اپنے مرتبہ سے ہیں مشابہہ اجزا کے ہیں اور دُوسری مثال اِس کی حضرت ممدُوح فرماتے ہیں) بلکہ میں مثل ایک شخص کے ہُوں اور دُوسرے مثل اعضاء کے ہیں (اعضاء سمجھو یا جزو دونوں ایک ہی بات ہیں) ٥

رنج بر جزو چوں بود جاری	اثرِ آں بکل شود ساری

جب جزو پر کچھ درد و رنج ہوتا ہے اور جزو کو تکلیف ہوتی ہے تو اُس کا اثر کُل میں بھی سرایت کر جاتا ہے اور ساری ہو جاتا ہے ٥

گفت ناقل کہ ایں حدیث بلند	درمن انکار گونۂ افگند

اِس قول حضرت نظام الدین خاموش قدس اللہ رُوحہٗ کے ناقل حضرت سعد الدین کاشغری

قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اِس حدیثِ بلند (جو اعلےٰ فہم کی سمجھ اور وجدان و حال کی ہے) میرے جی میں کچھ انکار پیدا ہوگیا (میرے دل میں یہ خیال عالمِ نقص کا آیا کہ) ٥

زید را طبع منحرف گردد		چوں بہ تپ عمرو متقصف گردد

زید کی طبیعت تو منحرف ہو جائے اور بگڑ جائے بھلا اِس سے عمرو کو تپ کیسے چڑھ جائے

میزند بر دماغ بکر بخار		چوں ز خالد برد صداع قرار

بکر کے دماغ کو تو تبخیر چڑھ جائے اور اُس تبخیر کا بخار اس کے دماغ کو منحرف کردے بھلا اِس سے خالد کے سر میں درد ہو کر خالد کا آرام و قرار کیوں جائے اور بکر کے دماغ کی تبخیر خالد کا آرام و قرار کیسے کھووے (اسی شبہ اور انکار میں تھا کہ مجھ پر ایک واردات ہوئی اور اِس حدیثِ بلند کی اصلیت اس طرح مجھ پر منکشف ہوئی کہ) ٥

بود با من رفیق خبازے		در خلاؤ ملا ہم آوازے

ایک خباز (نانبائی) میرا بڑا رفیق تھا۔ خلا اور ملا میں یعنی ہر حال پنہاں و آشکار خفیہ اور علانیہ میں تھا اور میرا ہم آواز اور شریکِ حال تھا۔ ایک روز کیا ہوا کہ ٥

آتش انداخت در تنور سحر		شعلۂ آں زدانہ درونم سر

اُس نے تو صبح کے وقت تنور میں آگ جلائی اُس اصلی آگ کا شعلہ میرے باطن میں بھڑکنے لگا۔ (اور دوسری اور تعجب کی بات سنئے کہ) ٥

چوں دہانِ تنور او آتش		از دہانم زبانہ میزد خوش

اُس کے تنور کے منہ میں سے جیسی آگ نکلتی تھی اور تنور کے منہ سے آگ کے شعلے اور لپٹیں نکلتی تھی وُہی آگ اور اُس کے شعلے میرے منہ سے نکلنے لگے ٥

آتش او چو شعلہ زد از من		سخنِ پیر شد مرا روشن

تنور کی آگ کے اصلی شعلے جب مجھ میں سے نکلنے لگے تب مجھ پر پیر کی بات روشن ہوئی اور اُس کی اصلیت کھلی ٥

کہ تواند کہ حالتِ دگرے	کند اندر کس دگر اثرے

کہ امکان رکھتا ہے کہ ایک شخص کی حالت دُوسرے شخص میں اثر کر جائے جو حال ایک کا ہو وُہی دُوسرے کا واقعی ہو جائے۔ بات یہ تھی کہ ؎

ہمتِ پیر آمد اندر کار	واتشم زد بخرمنِ انکار

ہمتِ پیر نے میرا یہ کام کیا کہ میرے خرمن انکار کو آگ لگا دی اور سارا جلا دیا (اور حدیث بُلند اصلی بات کا یقین دلا دیا) ؎

زنگِ انکار از دلم بزدُود	درِ اقبال بر رُخم بکشُود

میرے دِل پر جو اِنکار و شُبہ کا زنگ بیٹھ گیا تھا اُس کو چھیل ڈالا اور دِل سے مٹا دیا۔ اُس حدیث بُلند اور کلامِ عالی کے یقین اور اقبال کا دروازہ مجھ پر کھول دیا۔ فقط

اِس بیان حضرت سعد الدّین کاشغری قدس اللہ سرہٗ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث بُلند اور کلامِ عالی کی اصلیت اُس وقت ہی کھُلتی ہے جب وہ حال ہو جائے اور اُس انکار اور شُبہ کو جو کسی حدیث بُلند اور کلامِ عالی سے کسی مُرید و مُعتقد میں پیدا ہو جاتا ہے ہمتِ پیر ہی کشف کر کر دُور کرتی ہے۔ اور اُس کی اصلیت اور واقعی ہونے کا یقین دلاتی ہے۔ طالبانِ حق اور مُریدانِ صادق کو چاہئے کہ جو کلامِ عالی اور حدیث بُلند اپنے فہم سے بالاتر اپنے شیخ و مُرشد سے سُنیں۔ اُس میں اپنے فہم کو اُس کے سمجھنے سے قاصر سمجھ کر اُس کلام عالی اور حدیث بُلند کی اصلیت اور واقعی ہونے کا یقین کریں اور انکار اور شُبہ کو دل میں نہ آنے دیا مُرشد اور شیخ کامل جو بات کہتا ہے وُہ سچ اور واقعی ہوتی ہے۔ کوئی وقت آتا ہے کہ اُس مُرید و طالب حق پر بھی وُہ بات حال ہو کر کھُل جاتی ہے

حضرت قدوۃ مُرشدانِ کبار خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (رشحات

مطبوعہ ۱۰۹) کہ مولانا نظام الدّین خاموش علیہ الرحمۃ کمال لطافت رکھتے تھے اور لوگوں کے اوصاف و احوال و اخلاق سے بہت جلد متاثر ہو جاتے تھے۔ بیرنگی کا دعوٰے کرتے تھے اور الحق وُہ ایسے ہی تھے کسی چیز کو اپنی نہیں جانتے تھے جو کچھ اوصاف اور احوال اُنپر واقع ہوتے تھے فرماتے تھے کہ یہ نسبت فلاں کی ہے اور یہ نسبت فُلاں کی۔

اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک دن مولانا نظام الدّین (خاموش رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے۔ کہ خانوادۂ خواجگان کے طریقہ میں سے یہ بھی ہے کہ جب کوئی اُن کے پاس آتا ہے تو اپنے باطن کو دیکھتے ہیں کہ اُس کے آنے کے بعد اُن کی خاطر اور جی میں کیا آیا۔ جو کچھ اُن کی خاطر پر لایح ہوتا ہے وُہ وصف و حال اُس آنے والے کا ہوتا ہے۔ کیونکہ کمال صفا کی وجہ سے دِل اُن کا ماسوا سے صاف ہوتا ہے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وُہ اُن کی طرف منسُوب نہیں وُہ جو اُن پر ظاہر ہوتا ہے اگر ایمان اور مُسلمانی سے تعلّق رکھتا ہے جیسے نماز۔ روزہ اور تحصیل علوم دینی کی تو اِس کی تعبیر وُہ اِس طرح فرماتے ہیں کہ نسبتِ مُسلمانی اور نسبتِ عملی ظاہر ہوئی اور اگر مُحبّت اور عشق ظاہر ہوتا ہے تو فرماتے ہیں کہ نسبتِ جذبہ و عشق اظاہر ہوئی۔

اور حضرت خواجہ عُبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ تاشقند میں حضرت مولانا نظام الدّین (خاموش رحمۃ اللہ علیہ) ہمارے مکان پر مہمان تھے۔ اور ہم اُن کی مقدم شریف کو بہت مغتنم جانتے تھے اور ہر وقت اُن کی خدمت شریف میں رہتے تھے۔ ایک روز ہم اُن کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ دفعتًا آپ نے فرمایا۔ آہ۔ آہ نسبتِ گرانی ظاہر ہوئی اور اعیان شاش میں سے ایک شخص کا نام لیکر فرمایا غالبًا وُہ آتا ہے۔ یہ فرما کر سبحان اللہ والحمد للہ

ولا الٰہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنے لگے تھوڑی دیر میں وُہ صاحب آئے حضرت مولانا نے اُن سے فرمایا آئے آئے۔ خُوش آمدید۔ آپ کی نسبت تو آپ کے آنے سے پہلے ہمارے پاس آگئی تھی۔

اور حضرت خواجہ عُبَیدُاللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ مولانا نظام الدین (خاموش رحمۃ اللہ علیہ) کی عمر نوّے سال کی ہوگئی تھی اِس آخر حیات میں اُن کا اَیسا حال ہوگیا تھا کہ جب کسی کو جو اُن کی نسبت میں نہیں ہوتا تھا یا جس کا طَور اُن کے نزدِیک مستحسن نہیں ہوتا تھا دُور سے آتا دیکھتے تھے تو فرماتے تھے فلاں شخص آتا ہے اور بار لاتا ہے اور اُس کے بار کا ثقل ہم کو خراب کریگا جاؤ اور عُذر کر کے اُس کو لوٹا دو۔

ایک بار ہم اُن کی صُحبت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص شاشی کا رہنے والا شیخ سراج نام وہاں آیا اور بیٹھ گیا۔ آپ نے جو اُس کے بشرہ پر اثر ریاضت کا دیکھا تو آپ کو وُہ پیارا معلوم ہُوا۔ الحمدللہ الحمدللہ کہنے لگے اور اظہار خُوشی اور سرُور کا کیا۔ لیکن ہم اُس شیخ سراج کو جانتے تھے بہت خُود پسند تھا اور اولیاء اللہ کا مُنکر تھا اگرچہ بحسب ظاہر ریاضت کرتا تھا مگر اپنے سوا کسی کو پسند نہیں کرتا تھا اور بعضے یہ کہتے تھے کہ اکابرِ دین کو گالیاں بھی دیتا تھا۔ حضرت مولانا تو الحمدللہ الحمدللہ کہہ رہے تھے اور ہم اپنے جی میں کہہ رہے تھے اب معلوم ہوگی جَیسا یہ شخص ہے کہ اِتنے میں دفعتًا حضرت مولانا بہت مضطرب ہُوئے اور فرمایا اُٹھو اُٹھو اور بہت جلد وہاں سے اُس کو نکال دیا۔ اور اپنی مجلس سے دُور کر دیا۔ انتہیٰ

اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ریاضت کے اثر ظاہری سے کچھ نہیں ہوتا جب تک اخلاق ذمیمہ سے باطن کی پُوری صفائی نہ ہو۔ خُود پسندی اور ظاہری ریاضت پر گھمنڈ اور کسی کو پسند نہ کرنا اولیاء اللہ کا مُنکر ہونا باطن میں بہت بُرا

اثر اور یار رکھتے ہیں اور اُس کے آتے ہی حضرت مولانا نظام الدین خاموش رحمۃ اللہ علیہ کے باطن پر بار پڑتا اس وجہ سے پایا جاتا ہے کہ اُس کے آتے ہی اُس کے ظاہر اثر ریاضت کے دیکھنے سے آپ کا خیال اُس طرف چلا گیا۔ جس پر آپ نے خوشی ظاہر کی اور الحمد للہ الحمد للہ کہا۔ اور جب آپ کی نظر اپنے باطن اور قلب پر پڑی تو اُس کے باطن کی خرابیاں معلوم ہوئیں۔ اور آپ مضطرب ہوئے اور اُس کو اپنی مجلس سے نکال دیا۔ اِس سے ظاہر ہے کہ بعض اولیاء اللہ کو بھی اپنے حال کے بحاظ سے ناجنس سے، وحدت اور خلوت ضرور ہوتی ہے۔

اور حضرت خواجہ عُبَیدُاللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک روز حضرت مولانا نظام الدین خاموش رحمۃ اللہ علیہ کے پیٹ میں درد ہُوا۔ اُس سے بُہت تکلیف اور الم ہوتا ظاہر کرتے تھے آخر تفحص اور دریافت کے بعد معلوم ہُوا کہ آپ کے فرزند ارجمند نے آش آرد اور سیچہ خام کھایا تھا۔ اُس کے پیٹ میں درد تھا انتہی اِس سے ظاہر ہے کہ اپنی اولاد کی تکلیفوں کا اثر بھی انعکاساً کاملوں پر پڑتا ہے۔

اور حضرت خواجہ عُبَیدُاللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت مولانا نظام الدین خاموش رح شاش میں ہمارے مکان پر مہمان تھے کسی نے ہم کو خبر دی کہ حضرت مولانا نظام الدین رح بیمار ہو گئے ایک مرض عارض ہو گیا ہے۔ ہم جلدی سے اُن کے پاس گئے کیا دیکھتے ہیں کہ لوگوں نے ان کے پاس آگ جلا رکھی ہے اور بہت کپڑے اُن پر ڈال رکھے ہیں اور کئی آدمی ان کو اُوپر سے دابے پڑے ہیں اور حضرت مولانا رح تمرج عظیم سے کانپ رہے ہیں دانت سے دانت بج رہا ہے ایسا حال ہو رہا ہے جیسا تپ لرزہ میں ہوتا ہے۔ وہ کانپنا کسی طرح نہیں تھمتا تھا۔ ہم یہ حال دیکھ کر بہت متفکر ہوئے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کے

ایک اصحاب جو اُن سے رابطہ تمام رکھتے تھے اور گیہوں پسوانے کو پن چکی پر لیگئے تھے باہر سے آئے اُن کا یہ حال تھا کہ کہیں ہوائے سرد میں پن چکی کی نہر کے پانی میں گر پڑے تھے کپڑے سارے بھینگ گئے تھے بہت سردی کھائی ہوئی تھی اس سے بہت کانپتے تھے۔ مولانا نے اُس کو دیکھ کر فرمایا مجھ کو چھوڑ دو۔ ان کو جلد گرم کرو۔ یہ ان کی سردی ہے جو مجھے لگتی ہے۔ اور مجھ میں سرایت کر گئی ہے لوگوں نے اُن صاحب کے جو باہر سے آئے تھے بھیگے ہوئے کپڑے اتارے اور اَور کپڑے پہنائے اور اُن کو گرم کیا۔ فوراً حضرت مولانا رح کا لرزہ اُتر گیا۔ اپنے اصلی حال صحت میں آ گئے اور بے تکلف کھڑے ہو گئے۔ انتہیٰ

دیکھئے اولیاء اللہ کا لطافتِ باطن سے کیا عجب حال ہوتا ہے کہ جو اُن سے رابطہ تمام رکھے اُن کا حال اُس میں سرایت کر جاتا ہے۔ رابطہ تمام سے شیخ و مرید دونوں ایک جان دو قالب ہو جاتے ہیں۔ فنا فی الشیخ کی یہی حقیقت ہے۔ شیخ کے سر میں درد ہوا مرید کے سر میں بھی درد ہو گیا۔ مرید کو بخار چڑھا شیخ کو بھی چڑھ گیا۔ اسی حال میں شیخ کی صفائی باطن اور نور قلبی مرید کے باطن و قلب میں سرایت کر آتی ہے ۵

خسرو رین سہاگ کی سوئی پی کے سنگ	تن مورا من پیو کا دونوں ایک ہی رنگ

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (نفحات ۳۶۱) کہ ایک دن ہم حضرت نظام الدین خاموش رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتے تھے۔ راستہ میں ایک ہمارا واقف ملا جس نے شراب پی رکھی تھی اور اُس نے ہم سے کچھ باتیں کیں جب ہم حضرت نظام الدین خاموش رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے شراب پی ہے ہم نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا تو یہ تمہارا کیا حال ہے ہم نے عرض کیا کہ راستہ میں ایک شرابی مست ملا تھا اُس سے کچھ باتیں کی تھیں فرمایا کہ بس یہ اُسی کا حال ہے جو تم میں سرایت کر گیا ہے۔ انتہیٰ

اس سے شراب خواری میں اثر باطنی ہونا اور اُس کا اثر دُوسروں پر پڑنا اور کاملوں کو اُس کا معلوم ہو جانا ثابت ہے جب آدمیوں پر اثر اُس کا پڑتا ہے تو دُوسرے حیوانوں پر اور نباتات اور جمادات پر بھی اُس کا اثر پڑتا ہے جو کاملوں کی تحقیق سے ثابت ہے۔ اور اسی وجہ سے ایسے لوگوں سے جو اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کے مصدر ہوں اور جو ناجنس ہوں علیحدہ رہنا اور اُن سے وحدت و خلوت طالبان حق کے لئے ضروری ہے۔ اور کاملانِ وقت بھی اُن سے وحدت اور علیحدگی رکھتے ہیں پاس آنے نہیں دیتے۔ طالب حق سالکِ صادق کا تو نقصان کیفیتِ باطن اس سے ہوتا ہے اور کاملان کا وقت اُس سے تکدر ہوتا ہے۔ اب اُن اشیاء کا حال سُنئے جو اعمال و اخلاق ناپسندیدہ کے خبیث اور بڑے طاقتور اثر سے مؤثر ہوتی ہیں۔ اور اپنی خباثتِ اثر سے کاملان کی جمعیت پر بھی اپنا اثر ڈالتی ہیں۔

(باقی آئندہ)

ہمارے یارانِ طریقت!

یعنی جن کو عالیجناب حضرت شاہ صاحب علی پُوری کے سلسلۂ خُدام میں داخل ہونیکا فخر حاصل ہے۔ اُن کو واضح ہو کہ شجرہ شریفہ (جیبی) معہ مختصر حالات بزرگان سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ (رضی اللہ عنہم) نہایت خُوبی سے طبع ہُوا ہے۔ نظم بھی دلچسپ ہے اور نثر بھی عُمدہ ہے اور ایک عربی شجرہ شریفہ بھی درج ہے۔ صرف ۲ کے ٹکٹ بھیجکر پتہ ذیل سے مِلسکتا ہے۔ پتہ

(نیز ذکرِ حبیب بھی قیمت ۱۲ ہر پتہ ذیل سے مِلسکتا ہے) عاجز محمد عظیم خوشنویس۔ لاہور۔ بازار چھتہ



اخبار

جلسہ شادی صاحبزادگان عالی جناب حضرت شاہ صاحب علی پوری مدظلہ بتاریخ ۴ مئی ۱۹۰۸ء بڑی دھوم سے منعقد ہوا۔ قریباً چار ہزار مہمان شریک جلسہ تھے۔ جنمیں علمائے نامدار و مشائخ کبار کی ایک بڑی جماعت رونق افزائے جلسہ تھی۔ رسوم شادی میں از اول تا آخر اتباع شریعت کی پابندی کی گئی۔ کوئی امر خلاف شریعت نہیں۔ الحمد للہ

شادی میں شامل ہونے والے احباب جو سیال کوٹ کے رستے تشریف لے گئے تھے۔ یارانِ سیال کوٹ نے نہایت عزت و شوق سے اُن کے آرام و آسائش کا کافی بندوبست کیا اور نہایت پُرتکلف دعوتیں دیں۔ اور سواری کا ہر ایک کے لئے انتظام کر دیا۔ ہم یارانِ سیال کوٹ کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ خدا پاک اُن کے شوق قلبی کو اور بھی ترقی دے۔ آمین

مختلف شہروں میں ہمارے یارانِ طریقت ہفتہ کے روز حلقۂ ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور اس بات میں بھی یارانِ سیال کوٹ کو فوقیت حاصل ہے۔ ہم حسب الحکم جناب حضرت شاہ صاحب مدظلہ ہر ایک جگہ کے یاروں کو تاکید کرتے ہیں کہ ہفتہ میں ایک دن ضرور حلقۂ ذکر کیا کریں۔

عرس شریف حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب علیہ الرحمۃ گنج مرادآبادی بہ اہتمام عالیجناب صاحب سجادہ مولوی شاہ احمد میاں صاحب مدظلہ بتاریخ ۲۲ ربیع الاول مطابق ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء یوم یکشنبہ کو ہوگا۔ اطلاعاً عرض ہے۔

عالیجناب حضرت شاہ صاحب کا ارادہ اب کے سال بھی کشمیر جانے کا معلوم ہوتا ہے

رسیدِ زر

جناب مولوی محمد اشرف صاحب وکیل کوہاٹ عا ۴/

جناب مولوی محمد قاسم صاحب اورسیر کوہاٹ عا ۴/

جناب سید فتح شاہ صاحب محلہ پیر عبداللہ شاہ صاحب کوہاٹ عا ۴/

جناب قاضی احسان الدین صاحب محکمۂ نمک کوہاٹ عا ۴/

جناب محمد ذکریا صاحب ٹھیکہ دار کوہاٹ عا ۴/

جناب محمد صوبہ خاں صاحب پٹواری بھڑانہ ضلع ہوشیارپور عا ۴/

جناب سید نیاز حسن صاحب نظامی قادری سائنہ ضلع جالندھر عہ

جناب میاں وہاب الدین صاحب بوٹے والی جھیس ضلع سیالکوٹ عا ۴/

جناب پیر عبدالمجید صاحب پٹواری بیجو والی ضلع سیالکوٹ عا ۴/

جناب منشی شکراللہ صاحب پٹواری تحصیل خانقاہِ ڈوگراں عا ۴/

جناب مولوی نور احمد صاحب چک نمبر ۱۵۵ ضلع لائلپور عا ۴/

جناب بابو غلام نبی صاحب توشکی گھاٹ بلوچستان عا ۴/

جناب قاضی عبدالرحمان صاحب اہلمد دفتر آبادی لائلپور عا ۴/

جناب بابو غلام قادر صاحب ایجنٹ سنگر کمپنی دہلی عا ۴/

جناب قاضی عبدالکریم صاحب پٹواری تحصیل ظفروال عا ۴/ — میاں وہاب دین صاحب درزی وزیرآباد عا

شیخ رسول بخش صاحب لاہور عکر — جناب سید سردار علی صاحب مدرس اسلامیہ سکول لاہور عار

جناب میاں غلام نبی حبیب اللہ صاحب سوداگر امرتسر عا ۴/ — جناب خواجہ صدر دین صاحب شال مرچنٹ امرتسر حہ

جناب سیٹھ عبدالرحمن صاحب سوداگر پشمینہ امرتسر عا ۴/ — جناب شیخ علی محمد صاحب بی اے منصف سرگودھا عہر

جناب مولوی فتح علیشاہ صاحب کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ عا ۴/

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

التماس

رسالہ انوار الصوفیہ جس کے انوار آفتاب کی طرح درخشاں ہیں جس کے مضامین علم سلوک اور تصوف کے رُوح وروان ہیں اسلام کا لُبِ لباب اور بوستانِ دین کا گُلِ انتخاب کہنا اسے زیبا ہے۔ اللہ اللہ کیسے اسرار رُوحانیت کے گلہائے رعنا اسمیں شگفتہ ہو رہے ہیں قلبِ مومن اگر عرش ہے تو اِس رسالہ کا ایک ایک نُقطہ اس عرش کی قندیل ہے یعنی مومنوں کے قلب اُس کے انوار فیض سے مُنوّر ہونگے۔ یہ رسالہ نہیں ہے ایک گلدستہ ہے جسمیں گلشن اِیجاد کے نادر پھول ہمارا اصحابِ ذوق کے پیش کئے گئے ہیں۔ یہ اور رسالوں کی طرح ایکبار مطالعہ کے بعد تقویم پارینہ سمجھا جا کر ردّی میں پھینکا جانیکے لائق نہیں ہے۔ اِس کو دیکھئے پھر دیکھئے۔ بار بار دیکھئے بلکہ اِس قدر دیکھئے کہ محوِ تماشا ہو جائیے۔ یہ شاہدِ معنی ہر بار نئے لباس میں جلوہ گری کریگا اور نئی اداسے صُورت دِکھا دیگا۔ نظر باز آنکھ اور قدردان دِل کا ہونا شرط ہے۔ اِس کی بیقدری محرومیّت کی دلیل ہے۔ آئیے اس عزیز کا خیر مقدم کیجئے۔ اور اسکو آنکھوں کی راہ سے دِل میں اور دِل سے پردۂ جان میں اُتارئیے اور اس کی ہر بار نئی اداکو ملاحظہ فرمائیے اور اس کی ہر بار نئی اداکو ملاحظہ فرمائیے اور اس شعر کو بار بار اس کے حضُور میں پڑھیئے ؎

ہر دم چمن خُود را رنگِ دِگر آرائی
شورے دِگر انگیزی ذوقے دِگر افزائی

مگر حد ادب نگاہ رہے۔

راقم

ایڈیٹر